\MD ASADULLAH\Downloads\22.10.2018 (1).inp 22-10-2018 13:16 PAGE 1 (1,1)

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ سید منظر امام
■ کتابوں پر تبصرہ
■ مسجد اسلام کا اٹوٹ حصہ
■ امیر شریعت مفکر اسلام............
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ
■ طب وصحت، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 41 مورخہ ۱۲ر صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۲ر اکتوبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

بین السطور

بے حسی

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

صبح کے ساڑھے پانچ بجے ایک تیز رفتار ٹیمپو نے ایک راہگیر کو ٹکر ماردی، ٹیمپو کا ڈرائیور گاڑی روک کر اترا، صبح کا وقت تھا، سڑک پر بھیڑ کم تھی، اس نے زخمی کو دیکھا اور دیکھ کر چلتا بنا، لوگ گذرتے رہے اور کسی نے اس کو علاج کے لیے اسپتال منتقل کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کی، بے حسی اور بے غیرتی کی حد یہ ہوئی کہ ایک رکشہ چلانے والا سڑک پر گرے زخمی راہ گیر کا موبائل بھی اٹھا کر چلتا بنا، ڈیڑھ گھنٹے تک سڑک پر زخمی پڑے اس شخص کو جب پولس نے اسپتال منتقل کیا تو خون بہنے کی وجہ سے اس کی موت ہو چکی تھی۔

اس سے بھی دردناک واقعہ یہ ہے کہ دہلی کے قریب ایک شخص کی ریل حادثہ میں موت ہوگئی، پولس والے گھنٹوں اس کی لاش اٹھانے پر تیار نہیں ہوئے، دو تھانے کی پولس اس جھگڑے میں لگی تھی کہ جہاں لاش پڑی ہے وہ کس تھانہ کے حلقے میں آتا ہے، پٹری پر پڑی لاش سے گاڑیاں گزرتی رہیں اور انسانی جسم کا قیمہ بنتا رہا، اعلیٰ افسروں کے دخل دینے کے بعد ہی پٹری پر سے لاش کی باقیات اٹھائی جا سکیں، یہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات مستثنیات (Exeption) کے قبیل سے نہیں ہیں، ہم پتھر دل ہو گیے ہیں، قرب وجوار کے حادثات، رونگٹے کھڑے کرنیوالے واقعات، دہشت ناک مناظر اور وحشت ناک حالات دیکھ کر بھی ہمارا دل نہیں پسیجتا، ہم اپنے لیے، اپنے بچوں کے لیے، اپنے خاندان کے لیے، ذرا آگے بڑھے تو اپنی برادری کے لیے جیتے ہیں، ہر وہ واقعہ جس کی زد ہم پر، ہمارے خاندان پر پڑتی ہے، وہ ہمیں آہ وبکاء میں مبتلا کرتا ہے اور ہم اس مصیبت سے نکلنے کے لیے ہر ممکن جتن کرتے ہیں، لیکن جب معاملہ دوسرے کا ہوتا ہے تو ہمارے جسم پر جوں تک نہیں رینگتی اور ہم پتھر کی طرح سخت ہو جاتے ہیں، اور کوئی چیز بھی ہم پر اثر انداز نہیں ہوتی، قرآن کریم نے ایسے دل کو پتھر سے بھی سخت قرار دیا ہے، اس لیے کہ بعض پتھر سے تو نہریں، چشمے اور آبشار نکلتے ہیں، ان میں سے بہت سے پتھر وہ ہوتے ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک واقعہ کے ذکر کے بعد دل کی کیفیت بیان کی اور فرمایا: اس واقعہ کے بعد تمہارے دل سخت ہو گیے، سو وہ سخت ہو گیے جیسے پتھر یا ان سے بھی سخت، اور پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے نہریں جاری ہوتی ہیں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں، جو پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکلتا ہے۔ اور ان میں ایسے بھی ہیں، جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں (البقرہ:۷۴)

بنی اسرائیل کی اس سخت دلی کے ذکر میں ہمارے لیے عبرت وبصیرت کا بڑا سامان ہے، ہمیں سوچنا چاہیے، غور کرنا چاہیے کہ ہم پتھر دل کیوں ہو گئے؟ داخلی وجہ تو صاف ہے کہ ہم خود غرض ہو گئے ہیں، اپنے خول سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتے، سماج کے تئیں جو ہماری ذمہ داریاں ہیں، ہم اس کو یا تو سمجھ نہیں پاتے ہیں یا جان بوجھ کر، سوچ سمجھ کر اس سے فرار اختیار کرتے ہیں، دو چار واقعات کو دیکھ کر جب ہم گزر جاتے ہیں تو ہمارے انسانی احساسات وخیالات میں گرمی باقی نہیں رہتی، بڑا سے بڑا واقعہ ہمارے جسم میں کپکپی اور ارتعاش نہیں پیدا کرتا، ہم دیکھتے ہیں، گزر جاتے ہیں، حالانکہ اگر ہم تھوڑا احساس ہو جائیں تو ہماری تھوڑی سی توجہ اور ہماری تھوڑی سی مدد سے کتنے لوگوں کی جان بچ سکتی ہے۔

داخلی وجوہات سے باہر نکلیں تو خارجی وجوہات بھی ہمارے بے حس ہونے کے کم نہیں ہیں، عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ جو مدد کے لیے آگے آیا، پولس اسی پر شک کرنے لگتی ہے، اسے بار بار پوچھ تاچھ کے لیے تھانے بلایا جاتا ہے، ایسے واقعات بھی کم نہیں ہیں جس میں پولس نے اسی شخص کو ملزم کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا، جس کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ پتھر دل نہیں تھا، مدد کے لیے آگے آگیا، سماجی ذمہ داری کو برتا اور نبھایا، بدلہ میں اسے پریشانیاں مل رہی ہیں، ظاہر ہے ایسے میں اگلی بار وہ شخص مدد کے لیے نہیں آگے آسکے گا اور جن لوگوں نے اس کے ساتھ یہ سلوک ہوتا دیکھا، وہ بھی پتھر دل ہو جائیں گے کہ کون مصیبت مول لے، (بقیہ صفحہ ۱۰ ر پر)

بنی آدم

اللہ رب العزت نے انسان کو قابل احترام واکرام بنایا، اس کی شکل وصورت کو دوسری مخلوقات سے ایسا خوبصورت اور اتنا ممتاز کر دیا کہ جو دیکھے دیکھتا رہے، کامنی کی مورت اور موہنی سی صورت، یہ بھی بتایا کہ سارے انسان کا سلسلہ ایک آدم سے ملتا ہے، جو اس کائنات میں انسانوں کا باوا ہے اور آدم مٹی سے بنائے گیے تھے، ذات پات، اونچ نیچ، چھوٹ چھات کے لیے انسانی سماج میں گنجائش نہیں ہے، اسلام کی یہ واضح تعلیمات اپنے کو برتر سمجھنے اور دوسرے کو کمتر سمجھنے کی فطرت رکھنے والے برہمنوں کو پسند نہیں؛ کیوں کہ ان کے یہاں انسانوں کی درجہ بندی ہے، برہمن، چھتری، ویشن اور شودر، اس برہمنی تقسیم میں حکومت اور راج پاٹ کا سارا اختیار برہمن کو مل گیا اور سب سے کمزور پوری زندگی غلامی پر مامور شودر قرار پائے۔ انہیں باور کرایا گیا کہ تمہاری پیدائش اسی لیے ہوئی ہے کہ تم ہماری غلامی کرو اور ہمارے گوموت کو صاف کرو، اس تقسیم کے نتیجے میں سماج کا یہ طبقہ جو پہلے شودر اور اب دلت اور ہریجن کہا جاتا ہے، سماج سے کٹ کر رہ گیا اور وہ اچھوت قرار پایا، وید اور پران کے اشلوک اس کے کان میں پڑ جانے پر شیشہ پگھلا کر ڈالا جاتا رہا، اس کی ساری استعمال کی ہوئی چیزیں ایسی نجس وناپاک قرار دی گئیں جس کو بڑی ذات والے چھو بھی نہیں سکتے تھے، اس صورت حال نے ان کے اندر احساس کمتری پیدا کر دیا، وہ دوسری ذات کے لوگوں کے سامنے گردن اٹھا کر چل نہیں سکتے تھے، جوتے پہن کر ان کے دروازوں سے گذر نہیں سکتے تھے، اچھی نوکریاں ان کے لیے دستیاب نہیں تھیں، اس لیے معاشی طور پر بھی وہ مفلس وقلاش، دوسروں کے رحم وکرم پر جیتے رہے اور دوسرے کے پھینکے ہوئے جوٹھے کھا کھا کر زندگی گذارتے رہے، مسلمانوں میں اس فکر کے رواج پانے کی کوئی وجہ نہیں تھی، لیکن ہم جس سماج میں رہتے ہیں، اس کے چاہے ان چاہے اثرات ہماری زندگی پر پڑتے ہیں، اور ہم اس تہذیب وثقافت وکلچر کو اپنا لیتے ہیں، مسلم سماج کے ساتھ بھی یہی ہوا، اس نے ان چاہے ہندو تہذیب کو قبول کر لیا اور ان کے یہاں بھی اشراف وارذال کی تقسیم انسانوں کے درمیان ہوگئی، ذات پات کی لعنت نے یہاں اپنے پاؤں جما لیے، اس طرح یہاں بھی چھوٹی ذات بڑی ذات کا غیر اسلامی تصور داخل ہو گیا، آزادی کے بعد دستور میں ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر نے ہریجنوں اور دلتوں کے لیے رزرویشن پر زور دیا تاکہ وہ سماج کی مین اسٹریم میں شامل ہو جائیں؛ چونکہ ہمارے یہاں ذات پات کا تصور مذہبی طور پر نہیں تھا اس لیے مسلمانوں کو وہ سہولتیں ان دفعات کے تحت حاصل نہیں ہو سکیں، جو ہندوؤں کے یہاں اسی کام کے کرنے والے کو حاصل تھیں، سرکاری مفادات کے حصول کے لیے مسلمانوں نے بھی ذات پات کی بنیاد پر رزرویشن کا مطالبہ کیا، جس میں کچھ کامیابی تو ملی؛ لیکن سماج میں اس بنیاد پر کھائی اور گہری ہوگئی، لالو پرشاد یادو کے عہد حکومت میں اسے خوب ہوا دیا گیا اور ہر ذات کی الگ الگ ریلیوں کا انعقاد کیا گیا اس طرح ہر برادری کی تنظیم وجود میں آگئی، مؤمن، راعین، حوارین، کے نام پر تنظیمیں پہلے سے موجود تھیں؛ لیکن اب اس میں صدیقین اور دوسری بڑی ذات سے متعلق لوگوں کی بھی تنظیم قائم ہوگئی، اس صورت حال سے مسلمانوں کے درمیان آپسی رسہ کشی میں اضافہ ہوا اور ان خود ساختہ بنیادوں پر سیاسی سماجی اور معاشی مفاد کے حصول کی کوشش تیز تر ہوگئی؛ حالانکہ اللہ رب العزت نے قبائل اور خاندان کو صرف تعارف کا ذریعہ قرار دیا ہے، اس بنیاد پر کوئی بھی شخص مکرم ومعظم نہیں ہو سکتا، قابل احترام تو وہ ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے یعنی بڑائی کی بنیاد تقویٰ ہے، نہ کہ ذات پات، اسلام کی صاف وشفاف تعلیمات یہی ہے کہ انسان ایک نفس سے پیدا ہوا ہے؛ اس لیے مندرجہ بالا بنیادوں پر انسانوں کی تقسیم کو کسی بھی درجے میں شرعی نہیں کہا جا سکتا۔

اسلام کے اس تصور مساوات اور برابری کو کچھ لوگ یہ کہہ کر کمزور کرنا چاہتے ہیں کہ پھر شادی بیاہ میں کفو کی رعایت کا کیا مطلب ہے، دراصل یہ اعتراض ایک غلط فہمی پر مبنی ہے کہ شریعت نے کفو میں رشتہ ضروری قرار دیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، کفاءت اور برابری دین میں ہو یہ شرعی مطالبہ ہے؛ (بقیہ صفحہ ۱۰ ر پر)

مسلمان کا مقام

”آپ دوسروں کے پیچھے چلنے کے لیے پیدا نہیں کیے گیے اور نہ خدا نے آپ کو اس ملک میں اس لیے بھیجا ہے کہ آپ دوسروں کے حاشیہ بردار ہوں اور آپ لوگوں کے اشاروں کو دیکھیں اور ان کے چشم وابرو کو پہچاننے کی کوشش کریں کہ ملک کس رخ پر جا رہا ہے، ہم کسی قومی دھارے سے واقف نہیں، ہم تو صرف اسلامیت کے دھارے کو جانتے ہیں، ہم تو دنیا کی قیادت وامامت کے لیے پیدا کیے گیے ہیں، آج ملک خودکشی کے لیے قسم کھا چکا ہے وہ آگ کی خندق میں گرنے کو تیار ہے۔“ (حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ)

بلا تبصرہ

”گذشتہ کچھ دہائیوں سے ہندوستانی سیاست میں اخلاقی اور تہذیبی اقدار میں گراوٹ بڑھی ہے، اسے دیکھتے ہوئے امید یہی تھی کہ وزیر مملکت برائے امور خارجہ ام جے اکبر اپنے عہدے پر بنے رہیں گے، وزیر موصوف پر گیارہ خواتین نے جنسی ہراسانی اور تشدد کا الزام لگایا ہے، افریقی ممالک کے دورہ سے واپسی کے بعد انہوں نے اپنے تحریری بیان میں سبھی الزامات کو خارج کر دیا ہے، ایسے اشارے ملے ہیں کہ پارٹی کے سینئر لیڈر اور وزیر خارجہ ششما سوراج سے ملاقات کے بعد ہی انہوں نے یہ بیان جاری کیا ہے۔“ (راشٹریہ سہارا ۱۶؍۱ اکتوبر ۲۰۱۸ء)

اللہ کی باتیں—رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

عورتوں کی سماجی زندگی کیسی ہو:

﴿آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش وآرائش کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو کھلا رہتا ہے اور اپنے گریبانوں پر دوپٹے ڈال لیا کریں، ہاں! اپنے شوہر، والد، خسر، بیٹے، شوہر کے بیٹے، بھائیوں، بھتیجوں، اپنی عورتوں، باندیوں، شہوت نہ رکھنے والے مرد خادم یا عورتوں کے پردہ کی باتوں سے ناواقف بچوں کے سامنے اپنی زیب وزینت ظاہر کرسکتی ہیں، نیز زمین پر اس طرح زور سے پاؤں نہ ماریں کہ ان کا پوشیدہ بناؤ سنگار ظاہر ہوجائے اور اے ایمان والو! سب مل کر اللہ کے سامنے توبہ کرو، تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ﴾ (سورۂ نور:۳۱)

مطلب: رب کائنات نے ان آیات میں مومن عورتوں کو سماجی زندگی سے متعلق چند اہم احکام وہدایات دی ہیں، جن میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں اور وہ عورتوں کی فطری شاخت کے لحاظ سے بھی ضروری ہیں، اس سے جہاں بہت سی برائیوں کے دروازے بند ہوں گے، وہیں معاشرے میں عورتوں کو تحفظ بھی حاصل ہوگا، ان ہدایات میں پہلی بات یہ کہی گئی کہ عورتیں اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، اپنے محارم کے سوا کسی غیر محرم مردوں کو شہوت کے ساتھ دیکھنا گناہ ہے اور بلاشہوت دیکھنا خلاف اولیٰ ہے، ہاں اگر اچانک کسی غیر محرم پر نظر پڑ جائے تو فوراً نگاہ پھیر لیں اور جہاں تک ممکن ہو غیر محرم کو دیکھنے سے پرہیز کریں۔ دوسری ہدایت یہ دی گئی کہ عورتیں اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اپنے صنفی اعضا کے ستر کو چھپا کر رکھیں یعنی زناکاری وحرام کاری سے پرہیز کریں اور تیسرے یہ کہ اپنے فطری حسن کو چھپائیں اور اپنی زیبائش وآرائش کو غیر مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں، یعنی سر، گردن، سینہ بلکہ پورے جسم کو دوپٹہ سے چھپائے رکھیں۔ قاضی بیضاوی نے لکھا ہے کہ عورتوں کے لیے اصل حکم یہ ہے کہ وہ اپنی زینت کی کسی چیز کو بھی ظاہر نہ ہونے دے بجز اس کے جو نقل وحرکت اور کام کاج کرنے میں عادتاً کھل جاتی ہیں، ان میں برقع اور چادر بھی داخل ہیں، چہرہ اور ہتھیلیاں بھی، کہ جب عورت کسی مجبوری اور ضرورت سے باہر نکلتی ہے تو برقع، چادر وغیرہ کا ظاہر ہونا تو متعین ہی ہے، لین دین کی ضرورت میں بعض اوقات چہرہ اور ہتھیلیاں بھی کھل جاتی ہیں تو وہ بھی معاف ہیں گناہ نہیں۔ ان احکامات کی روشنی میں ہم سب کو اپنے گھر کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا ہماری ماں اور بہنیں ان قرآنی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کررہی ہیں، یا آزادی نسواں کا نعرہ لگانے والے روشن خیال لوگوں کے بہاؤ میں بہہ رہی ہیں، جس طرح زمانہ جاہلیت میں عورتیں اوڑھنی سر پر ڈال کر اس کے دونوں پلے پشت پر ڈال دیتی تھی، جس سے سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی، گویا جسم کا مظاہرہ تھا، رب کائنات نے اس طرح کی سماجی زندگی پر قدغن لگاتے ہوئے اس کی اصلاح فرمائی، تاکہ عورتوں کی عفت وعصمت کی حفاظت ہوسکے، اس وقت ہمارے ملک میں ایک عجیب وغریب تحریک ''می ٹو'' چل رہی ہے، اس تحریک کے تحت دفتروں اور کارخانوں میں جنسی زیادتی سے متاثر لڑکیاں اپنے ساتھ کام کرنے والوں کی اٹھکھیلیوں کو دہراتی ہیں، جنہیں کرید کر میڈیا کے نمائندے ان کی پرانی زندگی کی رومانی داستانیں اگلواتے ہیں، اس میں کتنی سچائی ہوتی ہے، وہ تو تحقیق طلب معاملہ ہے، مگر اتنی بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ لڑکیوں کے دفتروں اور ہوٹلوں میں کام کرنے سے بے حیائی کے دروازے کھلتے ہیں، فتنہ کا اندیشہ بڑھتا ہے، جو کسی بھی مہذب سماج کے لیے ناپسندیدہ ہے، اس لیے شریعت اسلامی نے عورتوں کو بے پردہ گھومنے پھرنے اور اجنبی مردوں سے اختلاط کو ناپسند ٹھہرایا۔ اس آیت کے آخر میں اللہ رب العزت نے بعض محرم رشتہ داروں کا ذکر کیا، جن سے عورتوں کے لیے پردہ کرنا ضروری نہیں ہے، ان میں ایک تو شوہر ہے اور سات محرم رشتہ دار ہیں، ان کے علاوہ چار لوگوں میں بیویاں، باندیاں، ایسے کم عقل لوگ جن کو عورتوں کی طرف کوئی رغبت نہ ہو اور چھوٹے بچے جن کو صنفی امور کا کوئی شعور نہ ہو، اللہ رب العزت نے ان ہدایات کے بعد فرمایا کہ شہوت نفسانی کا معاملہ دقیق ہے، دوسروں کو اس پر اطلاع ہونا مشکل ہے، مگر اللہ پر ہر چھپا ہوا اور کھلا ہوا یکساں ظاہر ہے، اس لیے اگر کسی سے کسی وقت کوتاہی ہوگئی ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس سے توبہ کرے اور غیر شرعی حرکتوں پر ندامت کے آنسو بہائے۔ اللہ گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں۔

دین آسان ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دین آسان ہے اور دین کے ساتھ کوئی پہلوانی نہ کرے، مگر یہ کہ دین اس کو پچھاڑ دے گا، پس تم میانہ روی اختیار کرو اور قریب قریب رہو اور خوشخبری حاصل کرو اور صبح وشام اور آخری شب کے اوقات سے اپنے کاموں میں مدد حاصل کرو۔ (بخاری)

وضاحت: اسلام بالکل آسان مذہب ہے، چاہے اس کے عبادت وریاضت کے طریقے ہوں یا نظافت وپاکیزگی کا معاملہ، سابقہ ادیان کے مقابلہ میں اس میں بڑی سہولت وآسانی ہے، ذرا غور کیجئے کہ اہل کتاب کے یہاں ناپاک کپڑے بغیر کاٹے پاک نہیں ہوسکتے تھے؛ لیکن اسلام میں نجاست خواہ کسی طرح کی ہو، تین مرتبہ دھونے سے کپڑے پاک ہوجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مختلف طرح کی نعمتوں سے نوازا، ان انعامات کی فراوانی کا تقاضا تھا کہ بندہ کی کوئی ساعت عبادت سے خالی نہ ہو؛ لیکن صرف پانچ وقت کی نمازیں فرض کیں اور وہ بھی مختلف اوقات میں ادا کرنے کا حکم دیا، روزہ بارہ مہینوں میں صرف ایک ماہ رکھنے کا تاکیدی حکم ملا، پھر اس میں بھی یہ آسانیاں رکھی گئیں کہ جو شیخ فانی اپنی عمر کی وجہ سے روزے کی تکلیف برداشت نہیں کرسکتے، اس کے حق میں روزہ کا بدل فدیہ ہے۔ غرض اسلام کی ہر عبادت میں سہولت ویسر کا پہلو غالب ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

مسافر نے عشاء کی پوری نماز پڑھادی:

زید نے رمضان میں عشاء کی فرض نماز پوری چار رکعت پڑھادی، تراویح اور وتر کی بھی امامت کی، بعد میں معلوم ہوا کہ زید مسافر تھا، ایسی صورت میں عشاء کی فرض نماز، بعد والی سنت، تراویح اور وتر کا اعادہ کیا جانا چاہئے یا نہیں؟ اور وقت گذر جانے کی صورت میں اعادہ کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جب کہ مسافر امام نے عشاء کی فرض نماز چار رکعت پڑھادی، اس نے قعدہ اولیٰ کیا اور قعدہ اخیرہ میں سجدہ سہو نہیں کیا تو ایسی صورت میں امام کی نماز واجب الاعادہ ہے، اور مقتدیوں کی نماز فاسد ہوگی۔ ''فلو اتم مسافر ان قعد فی القعدة الاولیٰ تم فرضه و لکنه ساء وما زاد نفل''(در مختار) ''فلو اتم المقیمون صلاتهم معه فسدت لانه اقتداء المفترض خلف المتنفل''(در مختار مع الشامی: ۲/۶۰۹۔۶۱۲)

وقت کے اندر اندر فرض، سنت اور تراویح کا اعادہ کرلینا چاہئے تھا، کیوں کہ سنت اور تراویح فرض کے تابع ہے، اب جب کہ وقت نکل چکا ہے تو امام کے لیے بہتر ہے اور مقتدیوں کے لیے ضروری ہے کہ صرف فرض کا اعادہ کرے، باقی نمازوں کا نہیں، واضح رہے کہ وتر مستقل نماز ہے، اس لیے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے، نہ تو وقت میں اور نہ وقت نکلنے کے بعد۔

وتر پڑھنے کے بعد امام کی نماز کے فساد کا علم ہوا:

خالد نے عشاء کی نماز، تراویح اور وتر کی امامت کی، ان ساری نمازوں سے فراغت کے بعد معلوم ہوا کہ امام صاحب نے یہ ساری نمازیں بلا وضو پڑھادی ہیں، ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ وقت کے اندر کن نمازوں کا اعادہ ہوگا اور وقت نکلنے کے بعد کن نمازوں کا اعادہ ضروری ہے؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں وقت کے اندر نماز عشاء، سنت، تراویح اور وتر سب کا اعادہ لازم ہے، کیوں کہ سنت کئے علاوہ ساری نمازیں امام نے پڑھائی ہیں، اور بے وضو ہونے کی وجہ سے امام کی نماز نہیں ہوئی تو مقتدیوں کی نماز بھی نہیں ہوگی، اور سنت چونکہ عشاء کے تابع ہے، جب عشاء کی نماز نہیں ہوئی، تو سنت بھی ادا نہیں ہوئی، اور وقت نکل جانے کے بعد صرف عشاء کی فرض نماز اور وتر کی قضا لازم ہے، سنت وتراویح کی نہیں، کیوں کہ سنت کی قضا نہیں ہے۔ 'الصحیح ان وقتها بعد العشاء لا تجوز قبلها ......و هو المختار لأنها نافلة سنت بعد العشاء إلی قوله ع یبتنی علی انها تبع للعشاء لا تجوز قبلها ، إنه لو صلیٰ العشاء بإمام و صلی التراویح بإمام اخر ثم علم أن الإمام الأول کان قد صلی العشاء علی غیر وضوء أو علم فسادها بوجه من الوجود فإنه بعید العشاء لفسادها و بعید التراویح تبعاً لهاإذا فاتت التراویح لا تقضی بجماعة و لا بغیرها و هو الصحیح (هندیة: ۱/۱۱۷، کبیری۳۸۵۔۳۸۶)

دعا میں یارسول اللہ کرم کرنا خدا کے واسطے کہنا:

بعض مسجدوں میں امام صاحب نماز کے بعد دعا میں یہ کہتے ہیں ''یا اللہ رحم کرنا نبی کے واسطے، یا اللہ کرم کرنا نبی کے واسطے، یارسول اللہ کرم کرنا خدا کے واسطے'' ان جملوں کو دعا میں ہمیشہ کہتے ہیں، شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

اس طرح دعا کرنا ''یا اللہ رحم کرنا نبی کے واسطے، یا اللہ کرم کرنا نبی کے واسطے'' شرعاً درست وصحیح ہے، کیوں کہ اس میں رحم وکرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور وسیلہ سے اللہ تعالیٰ ہی سے مانگا جارہا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ اور وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ومسنون ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک صحابی کو دعا کی تعلیم فرمائی ہے، ''اللّٰهم إنی أسئلك و أتوجه إلیك بنبیك محمدنبی الرحمة الخ''(ابن ماجه /۱۰۰) اے اللہ میں آپ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، نبی رحمت کے وسیلہ سے آپ سے حاجت روائی چاہتا ہوں۔ ''ومن آداب الدعاء : تقدیم الثناء علی اللّٰه و التوسل با لنبی یستجاب''(حجة اللّٰه البالغة:۲/۶)

البتہ ''یارسول اللہ رحم کرنا خدا کے واسطے، یارسول اللہ کرم کرنا خدا کے واسطے'' کہنا شرعاً صحیح نہیں ہے، کیوں کہ اس میں دعا غیر اللہ سے مانگی جارہی ہے، اور غیر اللہ سے دعا مانگنا جائز نہیں ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے ''ادعونی أستجب لکم ''(الغافر: ۶۰) تم مجھ سے مانگو میں دوں گا۔ ایک دوسری جگہ فرمایا ''فلا تدعوا مع اللّٰه أحداً''(الجن:۱۸) اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کو مت پکارو۔ بندوں کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہو: ''إیّاك نعبد و إیّاك نستعین''(الفاتحة) اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو وصیت فرمائی ''جب تجھے سوال کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرنا اور جب مدد مانگنی ہو تو اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگنا'' (ترمذی شریف:۲/۸۷)

نیز مذکورہ دعا میں رحم وکرم کا مطالبہ نبی سے ہورہا ہے، گویا نبی کی ذات کو حاضر وناظر اور حاجت روا سمجھا جارہا ہے، اور یہ عقیدہ توحید کے سراسر منافی ہے، لہٰذا مذکورہ جملہ ''یارسول اللہ کرم کرنا خدا کے واسطے، یارسول اللہ رحم کرنا خدا کے واسطے'' کہنا شرعاً صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز لازم وضروری ہے۔ فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف، پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 41 مورخہ ۱۲/صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۲/اکتوبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

مدارس اسلامیہ میں اردو تدریس کے مسائل

مدارس اسلامیہ کی عمومی شناخت دینی تعلیم وتربیت کے حوالہ سے ہے، یہ پاور ہاؤس ہے، جہاں سے سماج کو اعلیٰ اخلاقی اقدار اور انسانی اوصاف وکمالات کی سپلائی ہوتی ہے، اس خدمت کی وجہ سے اسے فرصت نہیں ملتی اور یہاں خدمت والے افراد مدارس کے ہمہ وقتی کارکن ہوتے ہیں اور ان کی ساری توانائی تعلیم وتربیت اور اس کے لیے وسائل فراہم کرنے میں صرف ہوتی ہے، معاشرت اور سماج کے فساد وبگاڑ کو دور کرنے میں ان کی حصہ داری بھی مثالی رہتی ہے، بلکہ سماج میں اصلاح معاشرہ کے لیے تگ ودو بھی انہیں کے ذمہ ہے، اور ملت پر جب کوئی آنچ آتی ہے تو اس کی حرارت جھیلنا بھی انہیں کو پڑتا ہے، عموماً سماج کا دوسرا طبقہ ان لوگوں کی کمی کوتاہیاں گنوا کر دل کی بھڑاس نکالتا ہے، خود کچھ کرنے کی توفیق نہیں ہوتی تو نک کٹے، ناک والوں کا مذاق اڑا کر اپنی ذہنی تسکین کر لیتے ہیں، اس کے اسباب وعلل پر گفتگو کا یہاں موقع نہیں، ورنہ بات نکلے گی تو دور تلک جائے گی اور دیر تلک چلے گی۔

مدارس اسلامیہ میں جو تعلیم وتربیت دی جاتی ہے، اس کی زبان اردو ہوتی ہے، لکھنا، بولنا، پڑھنا، پڑھانا، سمجھنا، سمجھانا سب کچھ اردو میں ہی ہوتا ہے، عربی مذہبی زبان ہونے کے باوجود عموماً ہندوستانی مدارس میں تدریسی زبان اردو ہی ہے، اس حوالہ سے دیکھیں تو پورے ہندوستان میں اردو زبان کی ترویج واشاعت میں مدارس اسلامیہ کا رول مثالی اور کلیدی ہے، گو اس کا اعتراف کم کیا جاتا ہے۔

مدارس اسلامیہ کے اساتذہ اردو کے فروغ میں اپنی ساری توانائی صرف کرتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ یہاں کے تعلیم یافتہ لوگ زبان کی خدمت پوری زندگی کرتے ہیں اور یہ خدمت وہ بغیر کسی طمع اور لالچ کے کرتے ہیں، ان کے نزدیک ''اجرت'' اور مالی حصولیابیوں سے زیادہ ''اجر'' معنی رکھتا ہے اور اجر کا تصور اس دنیا کے بجائے آخرت سے ہوا کرتا ہے، اس لیے وہ اس دنیا میں صرف خدمت پر یقین رکھتے ہیں اور ساری توقعات خدا سے وابستہ رکھتے ہیں، اس جذبہ کی وجہ سے ان کی خدمت میں پائیداری ہوتی ہے اور وہ مسلسل؛ بلکہ پوری زندگی اس کام میں کھپا دیتے ہیں۔

اس کے باوجود مدارس اسلامیہ میں اردو زبان وادب کی تدریس کے اپنے مسائل ہیں، ان مسائل سے بہر کیف مدارس کے اساتذہ وطلبہ کو جوجھنا پڑتا ہے، سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ مدارس اسلامیہ میں پڑھنے والے طلبہ راجندر سنگھ سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق صرف چار فی صد ہیں، یہ تعداد انتہائی کم ہے، چھیانوے فی صد طلبہ عصری علوم کی درسگاہوں میں پڑھتے ہیں اور وہاں یا تو اردو پڑھانے والے اساتذہ نہیں ہیں، اور اگر ہیں تو پڑھاتے نہیں ہیں، ان کی مشغولیات غیر تدریسی کاموں میں ہوا کرتی ہے اور طلبہ ان کی عبقریت وعظمت اور صلاحیت سے کم ہی مستفیض ہوا کرتے ہیں، اگر مدارس کی طرح یہاں بھی محنت ہوتی تو نہ اردو کے قاری کی کمی کا شکوہ ہوتا اور نہ ہی طلبہ اردو کی تعلیم سے دور بھاگتے، ظاہر ہے مدارس اسلامیہ میں طلبہ کی تعداد کو بڑھانا آسان نہیں ہے، کیوں کہ ذہن ودماغ تعلیم وتربیت کے حوالہ سے اب صرف ''اسکوپ'' مواقع پر اٹکا رہتا ہے اور اردو پڑھنے والے کو معاشی تگ ودو کے لیے ''اسکوپ'' یہاں کم نظر آتا ہے۔

دوسرا مسئلہ مدارس اسلامیہ میں نصابی کتابوں کا ہے، مدارس کی تعلیم کے تینوں مرحلے مکتب، ثانویہ اور اعلیٰ درجات میں جو کتابیں یہاں پڑھائی جاتی ہیں، ان میں اعلیٰ اخلاقی اقدار کے مضامین تو موجود ہیں، جس سے بچوں کے ذہنی نشر ونما صالح بنیادوں پر ہوتی ہے، یہ کتابیں بہت قیمتی ہیں اور اس نے نسلوں کی تربیت کا کام کیا ہے، لیکن اُس وقت جو اساتذہ دستیاب تھے وہ ان کتابوں کے پڑھانے میں مندرجات سے زیادہ اپنی فنی صلاحیت کا استعمال کر کے طلبہ کے اندر زبان وادب کا ذوق پیدا کیا کرتے تھے، اب مدارس میں تدریس اس انداز میں نہیں ہوا کرتی، ہمارے اساتذہ مشکل الفاظ کے معنی، جملوں کی ساخت، واحد جمع کے استعمال تذکیر وتانیث اور محاوروں کے استعمال کی اچھی خاصی مشق کرا دیا کرتے تھے، جس سے بچوں میں زبان وادب کا ذوق پیدا ہوتا تھا اور وہ آگے چل کر دین وشریعت کی خدمت کے ساتھ ساتھ زبان وادب کی بھی خدمت کیا کرتے تھے، اب پڑھانے کا یہ انداز مدارس میں باقی نہیں ہے، اب وہاں ذریعہ تعلیم کے طور پر اردو باقی ہے اور طلبہ میں جو بھی صلاحیت پیدا ہوتی ہے وہ ذریعۂ تعلیم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، عصری علوم کی درسگاہوں کی نصابی کتابوں میں استاذ کو کرنے کے لیے کچھ نہیں رہتا ہے، مشق وتمرین وغیرہ ان کے یہاں نصاب کا حصہ ہیں، جسے اساتذہ ہوم ورک کے طور پر طلبہ سے کرا دیا کرتے ہیں، اس طرح ان کے لیے فنی طور پر زبان کی تدریس آسان ہوتی ہے اگر وہ خلوص کے ساتھ کام کرنا چاہیں تو بڑی آسانی سے یہ کام کر سکتے ہیں، لیکن یہاں دن بدن پڑھنے پڑھانے کا ماحول ہی زوال پذیر ہے، مدارس اسلامیہ جو بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ سے ملحق ہیں، ان کے یہاں بھی نصاب میں جو کتابیں ہیں، ان کے پڑھانے کی طرف توجہ کم ہوتی ہے اور وہاں بھی کار طفلاں تمام ہوتا جا رہا ہے، صرف فارم بھرنے اور امتحان دینے کی خواہش اور سند کے حصول کے مقصد نے یہاں بھی علوم وفنون کی تعلیم وتدریس کو غیر معمولی نقصان پہونچایا ہے اور جب سارے علوم کا یہ حال ہے تو اردو کی تعلیم بھی یہاں متاثر ہوئی ہے، یہاں باضابطہ پڑھنے والوں کی تعداد برائے نام اور بے ضابطہ امتحان دینے والوں کی تعداد کثیر ہے، ظاہر ہے جن کا پڑھنے پڑھانے سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔

رہ گیے وہ مدارس جو نظامیہ ہیں، وہ عام طور سے آباد وشاداب ہیں، لیکن ان کے یہاں بڑا مسئلہ اردو املا کا ہے، جو کتابیں عصری درسگاہوں میں نصاب کے طور پر پڑھائی جا رہی ہیں ان میں بعض دانشوروں کی سفارش کو مان کر املا میں خاصی تبدیلی کر دی گئی ہے۔ مولٰنا اور علحدہ کے املا کے ساتھ واؤ معدولہ کو بھی ختم کرنے کی تجویز ہے۔

اب زبان کے خاندان کے بجائے تلفظ اور صوت کا اعتبار کیا جاتا ہے، اس کی وجہ سے اردو املا نویسی میں خاصی تبدیلی آ گئی ہے، طوطا لوگ ط کے بجائے ت سے اور طشتری بھی ت سے لکھنے لگے ہیں، بہت ساری جگہوں پر ہائے خفی الف کے صوت کی وجہ سے الف سے لکھا جانے لگا ہے، عربی زبان کے جو الفاظ اردو میں ہیں، ان کے املا کو مسخ کر کے رکھ دیا گیا ہے، یہ کتابیں مدارس میں اسی وجہ سے مقبول نہیں ہو پائیں، کیوں کہ مدارس کے اساتذہ خاندان السنہ کی رعایت کے قائل ہیں اور وہ موسیٰ، عیسیٰ کو الف سے اور بالکل کو بلکل نہیں لکھ سکتے، اس وجہ سے یہ کتابیں جو نصابی کتابیں کہلاتی ہیں ان کے یہاں نہیں پڑھائی جاتیں'' کیوں کہ ان کی سوچ یہ ہے کہ اگر ہمارے بچے ان کتابوں کو پڑھیں گے تو ان کی صلاحیت زبان دانی کے اعتبار سے کمزور ہو جائے گی، اس مسئلہ کا حل نصابی کتابوں کی تیاری، خالص تدریسی اصول وضوابط کے مطابق کرنا ہے، لیکن یہ کام مدارس نہیں ہو پا رہا ہے، جماعت اسلامی اور دوسرے کئی اداروں نے اس کام کو اچھی طرح سے کیا ہے، لیکن وہ کتابیں بعض وجوہات سے بیشتر مدارس کے نصاب کا حصہ نہیں بن سکی ہیں۔

ایک مسئلہ مدارس میں بھی اردو کی خوش خطی کا ہے، پہلے تختی وغیرہ پر طلبہ کو لکھایا جاتا تھا تو خوش خط لکھنے کا مزاج بنتا تھا، اب قلم کے بجائے کمپیوٹر کا کی بورڈ استعمال ہونے لگا ہے، اس لیے خوش خط لکھنے کی صلاحیت کم ہوتی جا رہی ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے حالاں کہ امتحانات وغیرہ میں قلم کاغذ کا ہی استعمال ہوتا ہے اور اچھی تحریر دیکھ کر ممتحن زیادہ نمبرات دیا کرتے ہیں، مدارس میں دوسری جگہوں کی بہ نسبت طلبہ خوش خط لکھتے ہیں، اور ان کے یہاں پٹھانی تحریر کا تصور کم پایا جاتا ہے، اس کے باوجود اس طرف توجہ کی ضرورت ہے، اس توجہ میں استاذ کی اپنی تحریر کا خوش خط ہونا بھی ضروری ہے، استاذ کا خط اچھا ہوگا تو طلبہ بھی اس کی نقل کریں گے، اس کے لیے طلبہ میں خوش خطی کے مقابلے بھی کرائے جا سکتے ہیں، طغروں کی نمائش اور خطاطوں کی تحریر کا مشاہدہ کروانا بھی اس مسئلے کے حل کرنے میں مفید ہے۔

مسائل کی فہرست کافی طویل ہے، لیکن ایک مسئلہ سب جگہ ہے اور وہ ہے استاذ کا پڑھانے سے کترانا، جب تک اساتذہ پڑھانے میں دلچسپی نہیں لیں گے اور اردو آبادی اس کے لیے متفکر نہیں ہوگی، اس وقت تک صرف مسائل کا رونا رویا جائے گا، خوب یاد رکھیے، زبانیں سرکاری سرپرستی سے نہیں لکھنے، بولنے پڑھنے، پڑھانے سے زندہ رہتی ہے، جس دن یہ حقیقت ہماری سمجھ میں آ گئی اردو کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

می ٹو ME TOO

اس وقت اخبارات، ٹی وی، سوشل میڈیا میں می ٹو (Me Too) ''میرے ساتھ بھی'' کی مہم زوروں پر چل رہی ہے، ہر دومنٹ پر کسی نہ کسی عورت کا بیان ٹویٹ پر آ رہا ہے کہ میرے ساتھ بھی جنسی ہراسانی ہوئی ہے، اکانوے فی صد معاملات سوشل میڈیا پر ہی وائرل کیے جا رہے ہیں، دو درجن سے زائد عورتوں نے (جس میں پریا رمانی، انجو بھارتی اور غزالہ وہاب شامل ہیں) مشہور صحافی اور وزیر مملکت برائے امور خارجہ ایم جے اکبر پر الزام لگایا ہے کہ وہ ان کی ستم رانی کی شکار رہی ہیں، اس سلسلے میں سب سے زیادہ شکایتیں آئی ٹی کمپنیوں میں کام کرنے والی خواتین کی طرف سے آ رہی ہیں، ملک کی سو بڑی کمپنیوں پر کئے گیے جائزے کے مطابق ۲۰۱۷ء میں جنسی ہراسانی سے متعلق کل معاملات میں سے ۶۵ فی صد معاملات آئی ٹی اور کمپیوٹر خدمات سے متعلق کمپنیوں میں پیش آئے، بینک اور مالیاتی کمپنیوں میں اس کا تناسب 11.91% تھا۔

ME TOO کا آغاز ۲۰۰۶ء میں امریکہ کی ''ترانا برکے'' نے کیا تھا، ترانا برکے امریکہ کی رہنے والی ہے ۱۲/ستمبر ۱۹۷۳ء کو برانکس نیویارک میں پیدا ہوئی، اربن یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کیا، اس کی کتاب ''ہیر دی لائٹ انٹرس: دی فاؤنڈنگ آف دی می ٹو'' امریکہ میں کافی مقبول ہے، اس کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے اوپر ہوئے ظلم کو خاموشی سے نہ سہا جائے، بلکہ لوگوں کو بتایا جائے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے، تاکہ متاثرہ اور مظلوم خواتین کی مدد کی جائے اور استحصال سے روکنے کے لیے سماج آگے آئے، ابتدائی مرحلہ میں ترانہ نے جسٹ بی انک Just be ink میں کام کرنے والی ایک پس ماندہ لڑکی کی روداد سنا کہ اس کی ماں کا دوست اس کا جنسی استحصال کرتا ہے، پھر ترانا برکے نے مختلف آبادیوں میں جا کر سروے کیا اور کئی خواتین کی کہانی سن کر ME TOO کہا، یعنی میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہو چکا ہے، دھیرے دھیرے یہ لفظ محاوے کے طور پر استعمال ہونے لگا۔

یہ مہم گذشتہ سالوں میں کمزور ہوئی، کیوں کہ اس اعلان سے خواتین کو انصاف تو مل نہیں سکا، البتہ ان کی بدنامی ہوئی اور سماجی طور پر ان کی عزت میں کمی آئی، لیکن ۲۰۱۷ء میں اس مہم نے امریکہ میں پھر زور پکڑا، اس بار ہالی وڈ پروڈیوسر ہاروے سرونسٹن پر ۸۰/خواتین اداکاروں نے جنسی استحصال کا الزام لگایا تھا، ان خواتین میں اداکارہ ایشلے جوڈ کا نام سرفہرست تھا ۱۶/اکتوبر ۲۰۱۷ء کو ہالی وڈ کی دوسری اداکارہ ''ایسا ملانو'' نے ME TOO کے ذریعہ اپنی داستان لوگوں کو پہنچانے کا کام کیا، دسمبر ۲۰۱۷ء میں ٹائم نے پرسن آف دی ایر میں اس مہم کو شامل کر لیا، اس طرح می ٹو ME TOO ہیش ٹیگ سے دنیا بھر میں لاکھوں ٹویٹ کیے جانے لگے، سب کا انداز الگ الگ تھا، لیکن بتانا صرف یہ تھا کہ مجھے بھی جنسی ہراسانی کا سامنا کرنا پڑا۔

ہم بولنے کی حد تک ہی مشرقی رہ گیے ہیں، لیکن ہماری تہذیب وثقافت سب مغرب ہی سے برآمد ہے، اس حوالہ سے ہمارے یہاں برآمدگی زیادہ ہوئی ہے اور درآمدگی کم، ناممکن تھا کہ یہ مہم امریکہ میں چلے اور ہمارا ہندوستان اس میں ہاتھ نہ بٹائے، چنانچہ یہ مہم سات سمندر پار کر کے ہندوستان بھی پہونچی اور ہمارے سماج کی بولڈ اور نڈر کہی جانے والی خواتین نے یہاں بھی اس کو زور بخش دیا، جو لوگ اب تک اس مہم کے شکار ہوئے ان میں کالم نویس اور ناول نگار چیتن بھگت، کرکٹ کھلاڑی ملنگا، گلوکار کیلاش کھیر، (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

یادوں کے چراغ

سید منظر امام

: ایڈیٹر کے قلم سے

ادبی اور صحافتی مرکز امیر منزل قلعہ گھاٹ دربھنگہ کی آخری کڑی ٹوٹ گئی، یعنی سید منظر امام بن سید امیر علی (م ۱۹۳۸ء) بن ڈاکٹر پیر بخش نے ۲۴/اگست ۲۰۱۸ء مطابق ۱۲/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ روز جمعہ بوقت سات بجے شام فاطمہ ہاؤس قمر مخدومی روڈ واسع پور دھنباد میں جان جاں آفریں کے سپرد کر دیا، انا للہ وانا الیہ راجعون جنازہ کی نماز ۲۵/اگست کو بعد نماز عصر شمشیر نگر دھنباد میں امام مسجد نے پڑھائی، اور مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، اپنے دو نامور بھائی جناب حسن امام درد (م ۲۰۱۲) اور مظہر امام (م ۲۰۱۲) کے دنیا سے چلے جانے کے بعد وہ اس خانوادہ کے آخری چشم و چراغ تھے، پس ماندگان میں دوسری زوجہ، دو بیٹے اور ایک بیٹی کو چھوڑا، بیٹی مشہور شاعر، ادیب، نقاد اور مؤرخ جناب ڈاکٹر امام اعظم کی زوجہ محترمہ ہیں، خود بھی پڑھی لکھی اور قابل خاتون ہیں، تدریس کے مشغلہ سے جڑی ہوئی ہیں۔

سید منظر امام کی ولادت ۱۰/اگست ۱۹۳۸ء کو امیر منزل قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں ہوئی، ان کی نانی ہال رسول پور نستہ بھرواره، دربھنگہ تھی، ان کے نانا مولوی سید عبد العلی ناصری مرحوم تھے، ان کی والدہ کا نام کنیز فاطمہ تھا، اس خاندان کی رشتہ داری ناصر گنج میں بانی مدرسہ امدادیہ حاجی منور حسین صاحب خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خانوادہ سے تھی، سید منظر امام کی ولادت کچھ دنوں بعد ہی والد ماجد سید امیر علی کا سایہ سر سے اٹھ گیا، اس لیے ان کی تعلیم و تربیت والدہ سیدہ کنیز فاطمہ کی نگرانی میں نامور ادیب و شاعر حسن امام درد اور ممتاز شاعر مظہر امام کے زیر سایہ ہوئی، تعلیم کے تمام مراحل دربھنگہ میں ہی طے ہوئے، گھر میں شعر و شاعری کا چرچا تھا اور امیر منزل اس زمانہ میں ساری علمی اور ادبی تحریکوں کا مرکز، اس لیے ادب و شاعری سے تعلق بچپن سے ہی قائم ہو گیا، ادبی ماحول کے باوجود کم عمری میں جو مشغلہ سخن جاری کیا، اس کو لکھتے اور پھاڑتے رہے، بڑوں کے سامنے پیش کرنے کی ہمت نہیں جٹا پاتے تھے، کچھ تو معیار کی فکر اور کچھ بڑوں کا ادب و احترام مانع رہا، ان کی پہلی نظم بچوں کے رسالہ ''کھلونا'' میں ''عزم جواں'' کے نام سے شائع ہوئی، اہل ذوق میں پذیرائی ملی، حوصلہ بڑھا، شعر کہتے رہے، ان کی ایک غزل کا مطلع ہے۔

جب تک تیرا خیال شریک سفر نہ تھا ۔۔۔ رستے میں تیز دھوپ تھی کوئی شجر نہ تھا

جب تک جیے مسیح کئی تھے میرے قریب ۔۔۔ مرنے لگے تو پاس کوئی چارہ گر نہ تھا

لیکن شاعری سے جلد ہی انہوں نے خود کو الگ کر لیا اور افسانہ نگاری شروع کر دی، مظہر امام صاحب کا تبادلہ کلکتہ ہو گیا تھا، ان کی لائبریری اب سید منظر امام کی دسترس میں تھی، کتابیں اس میں ہر فن کی تھیں، لیکن طبیعت کو کہانیاں بھا گئیں، اس عمر میں محبت و عشق کی داستانیں اچھی لگتی ہیں، مطالعہ کیا، خوب کیا، لکھا اور خوب لکھا، ان کا پہلا افسانہ ۱۹۵۳ء میں ''چندن'' دہلی میں چھپا، پھر ان کے افسانے مسلسل چندن، سہیل گیا، صنم پٹنہ، صبح نو پٹنہ، کہانی کلکتہ اور جام نو کراچی میں شائع ہوتے رہے، اس درمیان وہ بچوں کے لیے بھی کہانیاں لکھتے رہے جو کھلونا آج کل اور پھلواری میں چھپے ان کی پذیرائی علمی و ادبی حلقوں میں بڑھتی رہی، انہوں نے انٹرمیڈیٹ کے سال دربھنگہ سے سہ ماہی ''رفتار نو'' کا اجراء کیا، جس کے پانچ شمارے ہی نکل پائے، لیکن ان شماروں کے مشمولات نے ملک کے نامور ادباء و شعراء کو اس رسالہ کی طرف متوجہ کر دیا اور انہیں مشہور قلم کاروں کا تعاون حاصل ہو گیا، قابل ذکر ہے کہ مظہر امام کی ایجاد کردہ پہلی آزاد غزل ''رفتار نو'' میں ہی شائع ہوئی تھی، اس طرح شاعر، افسانہ نگار کے ساتھ وہ معتبر صحافی کی صف میں شامل ہو گیے۔

۱۹۶۴ء میں فکر معاش نے انہیں جمشید پور پہونچا دیا، یہاں ان کی دوستی منظر کاظمی سے گہری رہی، دونوں نے چینی جارحیت کے خلاف کئی افسانے لکھے اور ان افسانوں کا انتخاب ''ہمالہ کے آنسو'' کے نام سے طبع ہو کر کتابی شکل میں منظر عام پر آیا، جمشید پور کے دوران قیام ایک رسالہ ۱۹۷۲ء میں ''ترسیل'' کے نام سے نکالا، لیکن اس کا پہلا شمارہ ہی آخری شمارہ بن گیا اور اس رسالہ کو حیات جاودانی تو کیا حیات طولانی بھی نصیب نہیں ہوئی۔

۱۹۷۶ء میں شہر آہن جمشید پور سے وہ بلیک ڈائمنڈ کوئلے کے شہر دھنباد چلے آئے اور یہاں گرونانک کالج میں بحیثیت لکچرر تدریس کے فرائض انجام دینے لگے، ۲۰۰۰ء میں دھنباد سے سہ ماہی رسالہ ''وقت'' نکالنا شروع کیا اور ان میں خصوصی گوشے ادباء شعراء پر آنے لگے، جس کی خاصی پذیرائی ہوئی، لیکن اس کے بھی آٹھ شمارے ہی شائع ہو سکے اور قارئین کی کمی اور وسائل کی قلت نے اس رسالے کے سفر کو مسدود کر دیا یعنی اس رسالہ کی حیات مستعار بھی دو سال سے زائد نہیں ہو سکی۔

سید منظر امام کی شاعری، افسانے، تنقید اور صحافت معیاری تھی، لیکن معیار کی برقراری کے لیے یک سو ہو کر لگ جانا ضروری تھا، لیکن وہ مستقل مزاجی کے ساتھ کسی ایک فن کے ہو کر نہ رہ سکے، اس لیے ساری خوبیوں کے باوجود وہ ادبی دنیا میں اپنے برادران کی طرح بڑا نام نہیں کر سکے، انہوں نے ''تمثیل نو'' میں بڑے دلچسپ انداز میں نہیں آپ بیتی ''دربھنگہ: دل سے جاتی ہی نہیں یاد تیری'' کے عنوان سے لکھنا شروع کیا تھا، کئی قسطیں اس کی آئی تھیں، زبان و بیان اس قدر عمدہ تھا کہ کئی لوگ ''تمثیل نو'' پڑھنا اسی مضمون سے شروع کرتے تھے، لیکن یہ آپ بیتی بھی تشنۂ تکمیل رہ گئی، آپ بیتی مکمل کبھی نہیں ہوتی کیوں کہ موت کے احوال اس میں نہیں آپاتے، لیکن بیشتر زندگی آجاتی ہے۔ سید منظر امام کی یہ آپ بیتی اس مرحلہ تک بھی نہیں پہونچ سکی، ۱۹۹۹ء میں وہ گرونانک کالج سے سبکدوش ہو کر دھنباد میں ہی مقیم ہو گیے تھے اور وہاں کی ادبی مجلسوں کی جان سمجھے جاتے تھے، ان کے جانے سے دھنباد کی مجلس بھی سونی ہو گئی ہے، لیکن ان کی ادبی، علمی خدمات کو ان کے ہزاروں شاگرد تسلسل بخشیں گے، ایسا یقین ہے، ''سید منظر امام کی شخصیت اور ادبی کارگزاریوں'' کے عنوان سے معراج احمد شعبہ اردو متھلا یونیورسٹی نے ڈاکٹر فاران شکوہ یزدانی کی نگرانی میں پی اچ ڈی کے لیے اپنا مقالہ جمع کر دیا ہے، اس مقالہ کی اشاعت کے بعد سید منظر امام کو ہم زیادہ بہتر انداز میں جان اور سمجھ سکیں گے، تب تک ہمیں انتظار کرنا چاہیے اور مغفرت کی دعا کرنی چاہیے کیوں کہ یہ ''ادبی سرمایہ'' کی قیمت جو کچھ ہے دنیا میں ہی ہے، آخرت میں ''ادب'' کا نہیں ''عمل'' کا سکہ چلتا ہے، جس پر مغفرت کا مدار ہوتا ہے، اقبال کا شعر برجستہ نوک قلم پر آگیا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے، جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

فتاویٰ اشرف العلوم

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں سیتامڑھی کا شمار بہار کے با فیض اداروں میں ہوتا ہے، اس ادارے نے نسلوں کی تربیت کا فریضہ انجام دیا ہے، احقر نے کم و بیش پچیس سال اس مدرسہ کی تعلیم و تربیت کو قریب سے دیکھا ہے، یہاں کے طلبہ کے سالانہ امتحانات لیے ہیں، اس لیے علی وجہ البصیرت یہ کہتا ہوں کہ یہ ادارہ تعلیم و تربیت کے اعتبار سے ممتاز اور اصلاح معاشرہ کے لیے اس کی تگ و دو مثالی رہی ہے، حال ہی میں اس نے صد سالہ تقریب کا اہتمام کیا تھا، اس موقع سے جلسہ کے انعقاد کے ساتھ بہت ساری علمی کتابوں کی اشاعت بھی ہوئی تھی انہیں علمی کتابوں میں ایک فتاویٰ اشرف العلوم ہے، جس کی ترتیب و تحقیق کا کام مجلس تحقیقات علمیہ اشرف العلوم کنہواں نے انجام دیا، مجلس کا لفظ جب سامنے آتا ہے تو اس کا سیدھا مطلب ہوتا ہے کہ یہ کسی خاص فرد کی کاوش نہیں؛ بلکہ علماء، و محققین کی ایک جماعت نے اس کام کو کیا ہے، تین سو پینسٹھ (۳۶۵) صفحات پر مشتمل اس کتاب میں تین سو اکسٹھ (۳۶۱) سوالات کے جوابات با تحقیق دیے گیے ہیں، ایمان و عقائد، بدعات، علم، طہارت، اذان، امامت، مدارس، نکاح، محرمات، مصاہرت، رضاعت، طلاق صریح و کنایہ، تحریری، تین طلاق، طلاق بالشرط، اختلاف زوجین، نشہ، غصہ، مکرہ، مجنون، گونگے اور بچے کی طلاق فسخ نکاح، نفقہ، حضانۃ، بیوع و اجارہ، ربوا، ایمان، نذر، ہبہ، وصیۃ، میراث اور متفرق مسائل سے متعلق استفتاء کے تفصیلی جوابات مذکور ہیں اور اعتدال و توازن کا خاص خیال رکھا گیا ہے، جن مفتیان کرام کے قلم سے یہ فتوے لکھے گئے ہیں، ان میں مولانا اظہار الحق، مولانا مناظر احسن قاسی، مفتی ثناء اللہ، مفتی تنویر عالم قاسمی، مولانا محمد صدر عاقلم قاسمی، مولانا زبیر احمد قاسمی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ہر فتویٰ پر ان میں سے کسی ایک یا دو کی تصویب بھی موجود ہے، زیادہ تر فتاوے مولانا اظہار الحق صاحب کے قلم سے ہیں، اس کے بعد نمبر مفتی ثناء اللہ قاسمی صاحب کے فتاووں کا ہے، جو ان دنوں مدرسہ محبوبیہ چین بنگرا ضلع مظفر پور کے ناظم تعلیمات ہیں، یہ تمام علماء اپنی تحریروں میں محتاط بھی ہیں اور ممتاز بھی، اس لیے علمی اعتبار سے ان فتووں پر اعتراضات کرنا آسان کام نہیں ہے، کتاب پر تقریظ حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب استاذ حدیث دار العلوم دیو بند، تأثرات حضرت مولانا محمد قاسم مظفر پوری، مقدمہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، پیش لفظ حضرت مولانا زبیر احمد صاحب ناظم جامعہ عربیہ اشرف العلوم اور حرف چند حضرت مولانا محمد اظہار الحق صاحب ناظم و صدر المدرسین کا ہے، حضرت مولانا نعمت اللہ دامت برکاتہم نے لکھا ہے کہ ''یہ فتاویٰ اصول کی رعایت، مراجع اور حوالہ جات کے اہتمام کے ساتھ تحریر کیے گیے ہیں، حضرت مولانا محمد قاسم مظفر پوری نے فتاویٰ اشرف العلوم کی چند اہم خصوصیات کا بھی ذکر کیا ہے، اس کے مطابق جوابات دو تین علماء کے دستخط سے مؤید مدلل اور فقہ و فتاویٰ کی عربی کتابوں کے حوالہ جات سے مزین ہیں، جن مسائل میں کتاب اللہ و سنت رسول کے نصوص موجود ہیں ان کو خاص طور سے ذکر کیا گیا ہے، حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے لکھا ہے کہ ''جن شخصیتوں نے فتاویٰ تحریر کیے ہیں ان میں ہمارے بزرگ بھی ہیں معاصر بھی اور عزیز بھی، جن مراجع سے استفادہ کیا گیا ہے وہ بھی کتاب میں شامل ہے، اس لیے اس کتاب کے مشمولات کے معتبر اور معتمد ہونے پر پورا اطمینان ہے''۔ حضرت مولانا زبیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ ''اکثر فتاوے میری تصحیح کے بعد ہی جاری ہوئے ہیں، نیز متعدد حضرات کی نظر ثانی اور خاص طور پر مولانا محمد قاسم مظفر پوری کی نظر نہائی کے بعد مجھے بڑی حد تک اطمینان ہے'' مولانا موصوف نے مجلس تحقیقات علمیہ کے ارکان جن کے فتاوے اس مجموعہ میں شامل ہیں ان کے علاوہ مولانا بدر عالم قاسمی، مولانا بشارت کریم قاسمی اور مفتی عرفان قاسمی استاذ تفسیر و فقہ مدرسہ جلالیہ ہوجائی کا بھی ذکر کیا ہے، جو ان مفتیان کرام کے ساتھ ترتیب و تحقیق اور نظر ثانی وغیرہ میں شامل رہے، کتاب کی کمپوزنگ شاہد انور قاسمی نے کی اور فائن آرٹس سیتامڑھی میں طبع ہوئی، دو سو پچاس روپے دے کر جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں وایا پریہار ضلع سیتامڑھی سے اس کتاب کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

کتاب کی کمپوزنگ، طباعت اور ٹائٹل دیدہ زیب ہے، ہارڈ بائنڈنگ اور ڈبل کوور کے ساتھ کتاب کی قیمت زیادہ نہیں ہے۔ کتاب بڑی حد تک پروف کی اغلاط سے پاک ہے، فتاویٰ کا اسلوب محققانہ زیادہ ہے، جائز، ناجائز، حلال و حرام کہہ کر حکم شرعی بتانے پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے، بلکہ اس کے لیے فقہ و فتاویٰ کی کتابوں کے حوالہ اور عربی عبارتوں کو نقل کیا گیا ہے، تاکہ مستفتی کو پورا پورا اطمینان ہو جائے کہ جو حکم بیان کیا گیا ہے وہ زبانی نہیں ہیں، بلکہ شریعت میں اس کی اصل موجود ہے، اس طرح یہ کتاب اشرف العلوم کی علمی خدمات کا مرقع ہی نہیں اردو فتاویٰ کی کتابوں میں بیش بہا اضافہ ہے اور اس لائق ہے کہ ہر گھر میں اسے محفوظ رکھا جائے اور وقت ضرورت استفادہ کیا جائے۔

مسجد اسلام کا اٹوٹ حصہ

مفتی حسین احمد قاسمی، مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ

دراصل بابری مسجد کی شہادت کے بعد جب ۱۹۹۳ء میں حکومت نے بابری مسجد کی زمین کو اپنی تحویل میں لے لیا تو اس وقت اسماعیل فاروقی نامی شخص نے سپریم کورٹ میں عرضی داخل کر کے یہ کہا کہ مسجد کی زمین کو تحویل میں نہیں لیا جاسکتا ہے، اس پر ۱۹۹۴ء میں سپریم کورٹ کے پانچ رکنی بنچ میں سے تین نے یہ فیصلہ دیا کہ مسجد اسلام کا اٹوٹ حصہ نہیں ہے، مسجد کے بغیر بھی نماز ہوجاتی ہے، جب کہ اس وقت بھی دو جج نے اس کی مخالفت کی تھی، ان میں ایک مسلمان تھے، جسٹس احمدی اور دوسرے پارسی تھے۔

چونکہ سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ عام ہے، جس کے تحت تمام مساجد آجاتی ہیں اور ابھی بابری مسجد کا معاملہ سپریم کورٹ میں زیر بحث ہے، اس لئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ جو کہ بابری مسجد کے معاملہ میں ایک فریق ہے، نے یہ مطالبہ کیا کہ ۱۹۹۴ء کے اسماعیل فاروقی والے کیس پر دیئے گئے فیصلہ کو آئینی بنچ کے حوالہ کردیا جائے اور اس فیصلہ کو منسوخ کیا جائے تاکہ بابری مسجد والے کیس پر اس کا کوئی اثر نہ رہے، لیکن مورخہ ۲۷/ستمبر ۲۰۱۸ء کو سپریم کورٹ کے تین ججوں میں سے دو نے یہ کہتے ہوئے آئینی بنچ کے حوالہ کرنے سے انکار کردیا کہ اس فیصلہ سے بابری مسجد کے اصل کیس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اور تین ججوں میں سے دو کی یہی رائے تھی، اس لئے اکثریت کی بنیاد پر اسماعیل فاروقی کیس کے فیصلہ کو آئینی بنچ کے حوالہ نہ کرنے کی بات طے ہوگئی، جبکہ تیسرے جج جسٹس عبدالنظیر کی رائے یہی تھی کہ مسجد اسلام کا اٹوٹ حصہ ہے، اس لئے اس پر بحث ہونی چاہئے، اس کے لئے اسماعیل فاروقی والے فیصلہ کو آئینی بنچ کے حوالہ کرنی چاہئے۔

یعنی سپریم کورٹ نے اس فیصلہ کی توثیق کردی جس میں یہ کہا گیا ہے کہ مسجد اسلام کا اٹوٹ حصہ ہے، سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کا اثر بابری مسجد کے اصل کیس پر کتنا ہوگا، وہ تو آنے والا وقت بتائے گا، لیکن اتنی بات طے ہے کہ اسماعیل فاروقی والے کیس میں دیا گیا سپریم کورٹ کا فیصلہ حقیقت وواقعیت سے کوسوں دور ہے۔ کیوں کہ قرآن واحادیث اور تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ مسجد اسلام کا اٹوٹ حصہ ہے اور اسے کوئی حکومت ، ادارہ یا فرد اپنی تحویل میں لے کر اس پر کوئی دوسری تعمیر کھڑی نہیں کی جاسکتی ہے۔

مسجد کی ضرورت واہمیت:

اللہ رب العزت نے انسان کو دنیا میں صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: میں نے انسان اور جنات کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے (ذاریات: ۵۶) اس آیت مبارکہ میں صاف طور سے یہ بیان کردیا گیا کہ انسان کی تخلیق کا مقصد اصلی صرف خدائے وحدہ لاشریک لہ کی عبادت ہے، اور انسانی ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داری خود خالق انسان نے اپنے اوپر لے لی، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: تم اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو، اور اس پر خود بھی ثابت قدم رہو، تم سے رزق کا مطالبہ نہیں کرتے، رزق تو ہم تم کو دیں گے (سورہ طٰہٰ: ۱۳۲) (آسان ترجمہ: مفتی تقی عثمانی)

لہذا جب اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی انسان کا مقصد اصلی ہے اور انسان کی سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ وہ اس دنیا میں عبادت کرکے اپنے خالق کو راضی کرلے تو ضرورت پیش آئی ایک ایسی مخصوص جگہ کی جہاں سے خدا کی تکبیر وتسبیح اور تقدیس کی صدائیں بلند ہوں، اور اس گھر میں خدا کو ماننے والے مجتمع ہوکر یکسوئی کے ساتھ اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت کرسکیں، اس کے سامنے اظہار نیازمندی وعاجزی کرسکیں، ایسی جگہ کا نام شریعت کی اصطلاح میں ''مسجد'' رکھا گیا۔

مساجد کی تاریخی حیثیت

روئے زمین کی سب سے پہلی مسجد، مسجد حرام: دنیا کا سب پہلا گھر دنیا کی سب پہلی مسجد ہے، جسے خانۂ کعبہ اور مسجد حرام کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس گھر کی اولیت کا ذکر خود فرماتے ہیں: ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا یقینی طور پر وہ ہے جو مکہ میں واقع ہے (اور) بنانے کے وقت سے ہی برکت والا اور دنیا جہاں کے لوگوں کے لئے ہدایت کا سامان ہے (آل عمران: ۹۶)

مسجد اقصیٰ، روئے زمین کی دوسری مسجد: مسجد حرام کے بعد روئے زمین پر جو مسجد تعمیر کی گئی وہ مسجد اقصی ہے، جو فلسطین میں واقع ہے، چنانچہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ! أی مسجد وضع فی الارض أول؟ کہ اللہ کے رسول! سب سے پہلے روئے زمین پر کون سی مسجد بنی ہے،؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: **المسجد الحرام**: حضرت ابوذرؓ نے پھر دریافت کیا، اس کے بعد کون سی مسجد بنی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **المسجد الأقصیٰ**۔۔۔الحدیث (بخاری شریف: ۳۱۸۶)

عہد نبوی کی پہلی مسجد: مسجد قبا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی جن مصیبتوں اور تکلیفوں میں گھری ہوئی تھی اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ کرام کو جس قسم کی اذیتیں دی گئیں صرف اس کے تصور سے ہی جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، ایسے نازک حالات میں باضابطہ مسجد کی تعمیر کا خیال بھی نہیں کیا جاسکتا ہے، پھر مسجد حرام موجود ہی تھی، جس سے حصول اطمینان کے وقت کام لیا جاسکتا تھا۔

انہیں وجوہات کی بنا پر مکی زندگی میں کسی باضابطہ مسجد کی تعمیر کا پتہ نہیں ملتا ہے، چھپ چھپا کر لوگ نماز پڑھ لیتے تھے۔ باضابطہ مسجد اس وقت بنی، جب کفار مکہ کی مسلسل ایذا رسانیوں سے زندگی دوبھر ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے حکم سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی، جب مقام قبا میں پہنچے، تو یہاں چندروز قیام فرما کر عہد نبوی کی سب سے پہلی مسجد تعمیر فرمائی، جو ''مسجد قبا'' کے نام سے مشہور ہے، یہ مسجد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اتنی مقبول ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں اس مسجد کی شان بیان فرمائی، ارشاد باری ہے۔ ترجمہ: واقعی وہ مسجد جس کی بنیاد اول دن سے تقوی پر رکھی گئی ہے زیادہ لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں (توبہ: ۱۳۰)

مسجد نبوی: چند دنوں کے بعد قبا سے شہر کی طرف روانہ ہوئے، مدینہ پہونچ کر سب سے پہلا کام جو کیا وہ مسجد نبوی کی تعمیر تھی، اس مسجد کی تعمیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی بنفس نفیس اینٹیں اٹھائے تھے اور آپ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے۔ **اللھم لاخیر الاخیر الأخرۃ☆ فارحم الأنصار والمھاجرین** ترجمہ: بھلائی بس آخرت کی ہے، اے اللہ انصار ومہاجرین پر رحم فرما۔ اس طرح مسجد نبوی کی تعمیر مکمل ہوئی۔

اس کے بعد عہد نبوی میں جہاں کہیں بھی مسلمان آباد ہوتے گئے، مساجد کی تعمیر بھی ہوتی رہی، کیوں کہ مسجدیں مسلمانوں کے اجتماعی نظام کی روح اور ان کے دینی مرکزیت کی جان ہیں۔

مساجد سے متعلق قرآنی آیات

(۱) اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ترجمہ: ساری مسجدیں اللہ کے لئے ہیں، لہذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو'' (سورۃ الجن: ۱۸) یعنی مسجدیں اللہ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی انسان کا ان پر کوئی حق نہیں ہے۔

(۲) اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ترجمہ: ''جن گھروں کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کو بلند مقام دیا جائے اور ان میں اس کا نام لے کر ذکر کیا جائے۔ (نور: ۳۶) (آسان ترجمہ) جمہور مفسرین کے یہاں ''بیوت'' سے مراد ''مسجدیں'' ہیں، (التفسیر الکبیر ج۸ ص ۳۹۷)

(۳) اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ترجمہ: اللہ کی مسجدوں کو تو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے ہوں، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔ (توبہ: ۱۸)

(۴) اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ترجمہ: اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں پر اس بات کی بندش لگادے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے۔ (البقرہ: ۱۴۴) اس آیت سے بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ جو کوئی فرد، حکومت یا ادارہ، مسجد میں اللہ کی عبادت سے روکے وہ بڑا ظالم ہے۔

(۵) اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ترجمہ: اور اگر اللہ لوگوں کے ایک گروہ (کے شر) کو دوسرے کے ذریعہ دفع نہ کرتا رہتا، تو خانقاہیں اور کلیسا اور عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے سب مسمار کردی جاتیں۔ (سورۃ الحج: ۴۰)

اس آیت میں جہاد کی حکمت بیان کی گئی ہے اور وہ یہ کہ جتنے انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں آئے ہیں، اپنے اپنے وقت میں انہوں نے صرف اللہ کی عبادت کی تعلیم دی اور اس کے لئے عبادت گاہیں بنائیں، حضرت عیسی علیہ السلام کی شریعت میں اس کام کے لئے خانقاہیں اور کلیسا بنائے گئے، جنہیں عربی میں ''صومعۃ'' اور ''بیعۃ'' کہا جاتا ہے، حضرت موسی علیہ السلام کے پیروؤں نے عبادت گاہیں بنائیں ان کو ''صلوٰت'' کہا گیا ہے، اور مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو مسجد کہا جاتا ہے، جو لوگ آسمانی مذاہب کے مخالف تھے وہ ان عبادت گاہوں کو مٹانے کے درپے رہے، اگر ان کے خلاف جہاد کی اجازت نہ ہوتی تو وہ ان عبادت گاہوں کو مسمار کرڈالتے۔ (آسان ترجمہ، مولفہ: مفتی تقی عثمانی)

نماز کے لئے مسجد کی ضرورت

اسلام میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بہت تاکید کی گئی ہے، اور بلاعذر تنہا بغیر جماعت کے نماز پڑھنا شریعت میں معیوب ہے، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر سخت برہمی کا اظہار فرمایا ہے، جو اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں، بہر حال ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔

اب ظاہر ہے کہ دن رات میں پانچ مرتبہ جماعت کے ساتھ نماز کسی میدان، چوک اور چوراہے پر مستقل طور پر تو ادا نہیں کی جاسکتی بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ کوئی متعین جگہ ہو جہاں لوگ اپنے مقررہ وقت پر حاضر ہوکر جماعت کے ساتھ پنج وقتہ نماز ادا کرسکیں اور ایسی ہی جگہوں کو مسجد کہتے ہیں، علاوہ ازیں مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے پر احادیث میں بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے، جو فضیلت دوسری جگہوں پر نماز ادا کرنے سے نہیں حاصل ہوسکتی، چنانچہ ایک حدیث میں نماز کی غرض سے مسجد جانے والے کے لئے ہر قدم پر نیکی ملنے اور گناہ معاف ہونے کی بشارت ہے، اور مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے کا مستقل ثواب ہے، (بخاری شریف: ۶۴۷)

یہ فضیلت مسجد میں نماز ادا کرنے والوں کے ساتھ خاص ہے، چنانچہ اگر مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں پر نماز ادا کرنے پر اس فضیلت کا مستحق نہیں ہوگا چنانچہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: ترجمہ: اس حدیث کا مقتضا یہ ہے کہ جماعت کی نماز جو مسجد میں پڑھی جائے وہ ثواب میں اس نماز سے بڑھی ہوئی ہے جو گھر اور بازار میں پڑھی جائے خواہ باجماعت ہو یا تنہا....... چند گنا ثواب کی زیادتی جو (حدیث میں) مذکور ہوئی وہ مسجد کی باجماعت نماز کے ساتھ مختص ہے۔ (فتح الباری: ۲/۹۲)

(۳) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ کل اسلام کی حالت میں اللہ تعالی سے ملاقات کرے تو اس کے لئے ضروری ہے وہ نمازوں کو ایسی جگہ قائم کرنے کا اہتمام کرے جہاں اذان ہوتی ہے، (یعنی مسجد میں) اس لئے کہ حق تعالی شانہ نے تمہارے نبی علیہ السلام کے لئے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں، انہیں میں سے یہ جماعت کی نمازیں بھی ہیں، اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں شخص پڑھتا ہے تو تم نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑنے والے ہوگے اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیا تو تم گمراہ ہوجاؤ گے (مسلم: ۱۶۸۸)

حضرت عتاب بن اسیدؓ مکہ مکرمہ کے گورنر تھے، انہوں نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

(۴) ترجمہ اے اہل مکہ! خدا کی قسم اگر مجھے یہ خبر پہنچی کہ تم میں کا کوئی قصدا جماعت کی نماز کے لئے مسجد نہیں آیا تو میں اس کی گردن ماردوں گا۔ (کتاب الصلاۃ ابن القیم، بحوالہ، اسلام کا نظام مساجد: ۳۹)

نماز مسجد میں ادا کرنا شعار دین ہے:

(۵) اسلام میں نماز باجماعت کا مسجد میں ہونا مطلوب ہے، اور اس کی اتنی اہمیت ہے کہ مسجد کے اندر جماعت کی نماز کو شعار دین قرار دیا گیا ہے، چنانچہ علامہ ابن القیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ترجمہ: بلاشبہ مسجد میں جمع ہوکر نماز ادا کرنا دین کا بڑا شعار اور اس کی علامت ہے، (کتاب الصلاۃ: ۱۰۵، بحوالہ اسلام کا نظام مساجد/۳۹) (بقیہ صفحہ ۶/پر)

بقیہ مسجد اسلام کا اٹوٹ حصہ

(۶) چونکہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا شعار دین ہے لہذا اگر کسی آبادی کے لوگ نماز کے لئے مسجد نہ جانے پر اتفاق کرلیں، اور اسی کو اپنا شعار بنالیں تو امام المسلمین بزور شمشیر ایسے لوگوں کو نماز کے لئے مسجد جانے پر مجبور کریں گے، اور اگر کوئی فرد ایسی حرکت کرنے لگے تو تادیباً اس کی پٹائی کی جائے گی اور اسے قید کی سزا بھی دی جائے گی۔ (التحرير المختار : ۱/۶۹)

نماز جمعہ وعیدین کے لئے مسجد کی ضرورت

(۱) اسلام میں نماز جمعہ کی خاص اہمیت ہے، ارشاد ربانی ہے: ترجمہ: اے ایمان والو! جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ (الجمعة : ۹)

(۲) نماز جمعہ واجب ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ترجمہ: ہر مسلمان پر جمعہ کی جماعت ایک ضروری حق ہے البتہ چار طرح کے لوگوں پر نہیں غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔ (ابو داؤد شريف : ۱۰۶۷)

(۳) ترک جمعہ پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ترجمہ: یا تو لوگ جمعہ کی نماز ترک کرنے سے باز آجائیں گے یا پھر اللہ ان کے دلوں پر مہر لگادیں گے، پھر یقیناً غافلین میں ان کا شمار ہو جائے گا۔ (مسلم شريف : ۸۶۵)

(۴) ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ترجمہ: جو شخص تین جمعہ اپنی کاہلی کی وجہ سے ترک کردے تو اللہ تعالی ایسے شخص کے دل پر (گمراہی اور جہالت کا) مہر لگادیتے ہیں۔ (ابو داؤد شريف: ۱۰۵۲)

بہر حال اتنی بات تو طے ہے کہ اسلام میں جمعہ کی حیثیت واجب کی ہے اور چند مخصوص افراد کے علاوہ ہر مسلمان پر جمعہ کی نماز ادا کرنا واجب ہے، اور جماعت کے بغیر نماز جمعہ کا کوئی تصور ہی نہیں ہے، اور سال کے باون (۵۲) جمعوں کی جماعت کسی کھلے میدان میں نہیں ہوسکتی اس کے لئے کسی مخصوص جگہ کا ہونا ضروری ہے، اور اسی مخصوص جگہ کا نام مسجد ہے لہذا جمعہ کے لئے مسجد ضروری ہے۔

اسی طرح اسلام میں پورے سال میں دو عید ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں عیدوں میں مسلمانوں پر نماز پڑھنا ضروری ہے، اصل تو یہی ہے کہ عیدین کی نماز آبادی سے باہر عیدگاہ میں ادا کی جائے، لیکن اگر کوئی معذور ہو، یا ضعیف ہو یا بیمار ہو کہ عیدگاہ تک نہیں جاسکتے ہوں تو اپنے محلّہ کی مسجد میں ایسے حضرات کے لئے نماز عیدین کا اہتمام کیا جاتا ہے، تو اس حوالہ سے بھی مسجد کی ضرورت واضح ہے۔

اعتکاف کے لئے مسجد کی ضرورت

اسلام میں اعتکاف ایک اہم عبادت ہے اس عبادت کے ذریعہ مسلمان اپنے رب کے بہت قریب ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالی نے اس کا تذکرہ کیا ہے ارشاد باری تعالی: ترجمہ: اور جب تم مسجد میں اعتکاف کی حالت میں ہو، تو تم اپنی بیویوں سے مباشرت مت کرو۔ (البقرة : ۱۸۷)

اعتکاف کرنے والے لئے وہ ساری نیکیاں لکھی جاتی ہیں، جنھیں وہ مسجد میں رہنے کی وجہ سے انجام نہیں دے پاتا (ابن ماجه : كتاب الصيام باب في ثواب الاعتكاف : ۱۷۸۱) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ترجمہ: نبی ﷺ اپنی زندگی میں رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو آپ کے بعد ازواج مطہرات نے بھی (ان ایام کے) اعتکاف کا اہتمام کیا۔ (بخاری شريف : باب الاعتكاف في العشر الأواخر : ۱/۲۷۱)

بہر حال اعتکاف ایک اہم عبادت ہے، ہمارے نبی ﷺ نے اپنی حیات میں اس کا خاص اہتمام فرمایا، اسی طرح ازواج مطہرات، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین، نے بھی اس کی پابندی کی، اور تسلسل کے ساتھ آج تک مسلمان اس کام کو انجام دیتے آرہے ہیں، اور اعتکاف مسجد میں ہی ہوسکتا ہے، مسجد میں ہی ثواب کی نیت سے ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے، مسجد کے بغیر اس اہم عبادت کا تصور بھی نہیں ہوسکتا ہے یہاں تک کہ اعتکاف کی ابتداء بھی مسجد سے ہی ہوگی اور اس کی بقا بھی وقوف مسجد کے ساتھ مشروط ہے، چنانچہ اگر ایک اعتکاف کرنے والا بلا عذر شرعی مسجد سے باہر نکل آئے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا، دیکھئے (عمدة القاری : ۱۱/۴۰، كتاب الاعتكاف، ط : داراحياء الترث العربي بيروت)، (بدائع الصنائع : ۲/۱۱۲، كتاب الاعتكاف) اور (هدايه مع فتح القدير : ۲/۳۱۱)

مسجد قیامت تک مسجد ہی رہے گی، اسے تحویل میں نہیں لیا جاسکتا:

مسجد وقف شدہ زمین پر بنتی ہے اور وقف کی زمین واقف کی ملکیت سے نکل کر اللہ کی ملکیت میں چلی جاتی ہے، (الدر المختار مع شامی: ۶/۵۲۰) حضرت عمرؓ نے جو خیبر میں زمین وقف کی تھی اس میں باضابطہ اس بات کی صراحت کی تھی کہ اس زمین کو نہ فروخت کیا جاسکتا ہے، نہ خریدا جاسکتا ہے، نہ اس میں وراثت جاری ہوگی اور نہ ہی اس کا ہبہ ہوسکتا ہے یعنی کسی بھی سبب ملک کے ذریعہ اس جائداد کا کسی کو مالک نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ (مسلم : باب الوقف : ۱۶۳۳) فاذا تم ولزم لايملك ولا يعار ولا يرهن (الدر المختار مع شامی ۶/۵۳۹)

کسی زمین پر جب ایک مرتبہ مسجد بن گئی تو پھر قیامت تک وہ زمین مسجد ہی کہلائے گی، اگر چہ اس کے اردگرد کی آبادی ویران ہو جائے۔ (الدر المختار مع شامی: ۶/۵۴۸) اور یہ مسلک صرف احناف مکتبۂ فکر کا ہی نہیں ہے بلکہ چاروں مکاتب فکر کا یہی مسلک ہے کہ مسجد کی زمین فروخت یا تبادلہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے، مالکیہ کے مسلک کے لئے ''اسھل المدارک شرح ارشاد السالک: ۳/۱۰۴؛ جمہور فقہا کے مسلک کے لئے ''الموسوعة الفقهیہ'': ۳۷/۲۲۵؛ شافعیہ کے مسلک کے لئے ''المجموع مع شرح المہذب'': ۱۵/۳۶۱؛ اور حنابلہ کے مسلک کے لئے ''الانصاف: ۷/۱۰۱۔

خلاصہ یہ کہ مسجد کو فروخت کرنے یا تبادلہ کرنے کی گنجائش کسی بھی مسلک میں نہیں ہے اور جہاں کہیں حنابلہ کا قول اس سلسلہ میں ملتا ہے تو وہ مرجوح قول ہے، ان کا راجح قول بھی جمہور فقہاء کے مطابق ہے۔ (الانصاف: ۷/۱۰۱)

خلاصہ بحث:

مذکورہ بالا قرآن واحادیث اور فقہی جزئیات کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسماعیل فاروقی والے کیس میں سپریم کورٹ کا دیا گیا فیصلہ کہ مسجد اسلام کا اٹوٹ حصہ نہیں، حقیقت اور واقعیت سے کوسوں دور ہے کیوں کہ اسلام میں مسجد کا تعلق عبادت سے جڑا ہوا ہے، اور عبادت ہی انسان کا مقصد تخلیق ہے، اسی لئے قرآن کریم میں جس تعمیر کے سب سے پرانا ہونے کے بارے میں شہادت دی گئی ہے، وہ مسجد ہی ہے، مسجد کی اتنی اہمیت ہے کہ ایک مسلمان کے لئے اپنے رہائشی مکان بنانے سے پہلے مسجد بنانے کی فکر کرنے کی عملی ہدایت خود پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام نے دی ہے چنانچہ جیسے ہی مسلمان مکی زندگی کے بعد کچھ کرنے کے لائق ہوئے آپ ﷺ نے اپنے مکان بنانے سے پہلے بے سروسامانی کے باوجود مسجد کی تعمیر فرمائی اور خود بنفس نفیس ایک مزدور کی طرح اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔

قرآن کریم میں بھی جا بجا مساجد کا تذکرہ موجود ہے کہیں کہا گیا کہ مسجد میں صرف اللہ تعالی کا ہی نام لیا جائے، کہیں مسجد میں اللہ کا نام لینے سے روکنے والوں کو سب سے بڑا ظالم کہا گیا ہے، تو کہیں جہاد کی مشروعیت کا مقصد مساجد اور عبادت گاہوں کی حفاظت وصیانت کو قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح اسلام میں چند ایسی عبادتیں ہیں جو مسجد میں ہی ادا ہوسکتی ہیں جیسے نماز، کہ یہ ایک اہم عبادت ہے، لیکن نماز کے لئے مسجد میں جانا ایک مستقل الگ عبادت ہے، اور نماز کے لئے مسجد جانے کا الگ ثواب ہے، شریعت میں مسجد میں نماز ادا کرنے کی بہت اہمیت ہے، اور بلا عذر مسجد کی جماعت کو ترک کرنے پر سخت وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ فرمان نبوی کی رو سے نماز کے لئے مسجد آنے والا، دوسری جگہ نماز ادا کرنے والوں کے مقابلہ میں پچیس گنا زیادہ اجر وثواب کا مستحق ہے اور قصداً بلا عذر نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں نہ آنے والے کے بارے میں نبی رحمت ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرا دل کرتا ہے کہ ایسے لوگوں کے گھر جلادوں، خود نبی ﷺ کا معمول بھی یہی رہا کہ ہمیشہ جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز ادا فرمائی۔

مسجد میں نماز ادا کرنے کو شعار دین قرار دیا گیا ہے، چنانچہ اگر کسی آبادی کے لوگ نماز کے لئے مسجد نہ جانے پر اتفاق کرلیں تو امیر المؤمنین ایسے لوگوں کو بزور شمشیر مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے پر مجبور کریں گے۔

ہر جمعہ کے روز چند افراد کو چھوڑ کر تمام مسلمانوں پر جمعہ کی نماز واجب ہے اور جمعہ کی نماز جن لوگوں پر واجب ہے وہ اگر ادا نہ کریں تو ان کے لئے سخت وعید ہے اور جمعہ کی نماز کے لئے جماعت کا ہونا شرط ہے، اور سال میں باون جمعوں کی جماعت کے لئے مسجد کی ضرورت واضح ہے۔

اسی طرح اعتکاف ایسی عبادت ہے جس کا تصور مسجد کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے، اعتکاف کے لئے مسجد شرط ہے، ابتداء بھی اور بقاء بھی، چنانچہ مسجد میں جائے بغیر اعتکاف کی ابتدا ہی نہیں ہوگی، اگر اعتکاف کرنے والا کسی وقت تھوڑی دیر کے لئے بھی مسجد سے بلا عذر باہر نکل جائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، لہذا اعتکاف کے لئے مسجد کی ضرورت بالکل واضح ہے۔

مذکورہ بالا امور کے علاوہ بھی بہت سے ایسے کام ہیں جو ایک مسلم معاشرہ کے لئے ضروری ہیں اور وہ کام مساجد کے ذریعہ ہی انجام پاتے ہیں، مثلاً: بہت سی جگہوں میں مسجد کے اندر ہی بچوں کو بنیادی دینی تعلیم دی جاتی ہے،، نیز اصلاح معاشرہ کے حوالہ سے بھی ہر جمعہ ائمہ حضرات عوام کو بیش بہا پیغامات مساجد کے پلیٹ فارم سے ہی دیتے ہیں، اسی طرح بعض مساجد میں نمازیوں کے لئے دینی کتابوں کے درس کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔

لہذا اسلام میں مساجد کی حیثیت مراکز اسلام کی ہے، مسجد اسلام کا اٹوٹ حصہ ہے، اور اسماعیل فاروقی والے کیس میں سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ کہ مسجد اسلام کا ٹوٹ حصہ نہیں ہے، یہ فیصلہ حقیقت اور واقعیت سے کوسوں دور ہے، اسی طرح سپریم کورٹ کو یہ حق نہیں ہے کہ اس فیصلہ کی بنیاد پر کسی بھی مسجد کو اپنی تحویل میں لے کر اس پر مندر یا کوئی دوسری تعمیر کھڑی کرے، کیوں کہ جب کسی جگہ پر مسجد بن جاتی ہے، تو وہ زمین وقف کی ہو جاتی ہے اور جو زمین ایک مرتبہ مسجد کے نام پر وقف ہوگئی وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی چاہے اس کے اردگرد کی آبادی ختم ہو جائے، کسی بھی صورت میں اس کی مسجدیت منسوخ نہیں ہوسکتی، اگر چہ اس میں کتنی ہی تبدیلی کردی جائے، چاہے اس میں بت اور مورتی ہی کیوں نہ رکھ دی جائے کیوں کہ خانہ کعبہ میں بھی تو اسلام کے غلبہ (فتح مکہ) سے پہلے مورتی ہی رکھی ہوئی تھی لیکن پھر بھی وہ مسجد ہی رہی۔ اسی طرح بابری مسجد میں اگر چہ شر پسندوں نے سیاسی مفاد پرستوں کے شہ پر مورتی رکھ دی ہے، اور بابری مسجد کی عمارت ڈھادی گئی ہے لیکن ان سب کے باوجود وہ زمین مسجد ہی کے حکم میں ہے، جیسا کہ اس وقت مسجد تھی جب کہ اس زمین پر عمارت کھڑی تھی اور اس میں نماز ادا کی جاتی تھی، اور قیامت تک وہ زمین مسجد ہی کے حکم میں رہے گی، لہذا مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ بابری مسجد یا دوسری کسی بھی مسجد کی زمین سے دست بردار ہو کر اس کے بدلے کوئی زمین لے لیں، اور بابری مسجد کی زمین کو بت پرستی کے لئے چھوڑ دیں۔

نص جمهور الفقهاء على أنه يمنع المسلم من بيع أرض أو دار لتتخذ كنيسة (الموسوعة الفقهية: ۳۸/۱۵۷) ترجمہ: اکثر فقہاء کرام نے یہ صراحت کی ہے کہ مسلمان اس بات سے روکا جائے گا کہ وہ کنیسہ کی تعمیر کے لئے زمین یا گھر بیچے۔

جب کسی بھی زمین کو غیر مسلم کی عبادت خانہ کی تعمیر کے لئے فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے تو پھر مسجد کی زمین کو مندر کے لئے فروخت کرنے یا تبادلہ کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اسی لئے ماضی میں بھی ہمارے علماء وقائدین نے بابری مسجد کے حصول کی قانونی جدوجہد کی ہے آج بھی کررہے ہیں، ابھی بابری مسجد کا مقدمہ سپریم کورٹ میں چل رہا ہے اور مورخہ ۲۹/اکتوبر ۲۰۱۸ء سے روزانہ بابری مسجد معاملہ کی سماعت سپریم کورٹ میں ہونی ہے، مسلمانوں کی جانب سے اہم فریق آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ اس مقدمہ میں پیروی کررہا ہے، ابھی ہم مسلمانوں کو اس فیصلہ کا انتظار کرنا چاہیئے، اور فیصلہ آنے کے بعد آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ اور دیگر علماء وقائدین کی جانب سے جو ہدایت ملے گی ہم مسلمان اس پر عمل کریں گے۔ باقی ہوگا وہی جو اللہ تعالی کو منظور ہے اور یقیناً اللہ تعالی اپنے گھر کا محافظ ہے اور حالات بدل کر اس سرزمین سے صدائے تکبیر بلند کرانے پر قادر ہے، اور ان شاء اللہ وہ وقت آئے گا کہ وہاں بھی اللہ تعالی کی وحدانیت کی صدا گونجے گی۔

امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ۔ایک مثالی قائد وملی رہنما

:حافظ زبیر احمد ندیمیؔ ملی(استاذ معہد ملت ، مالیگاؤں)

ہمارے ملک ہندوستان میں جن بعض خانوادوں نے خدمت دین متین کے گہرے نقوش ثبت کئے ہیں،ان میں قطب عالم ،بانئ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کا خانوادہ بھی کافی نمایاں ہے۔اولیں زمانہ حضرت مولانا فضل رحماں گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق نیز خلافت واجازت بیعت عطا ہونے کے بعداپنے پیرومرشد کے حکم پر بہار جیسی پسماندہ ریاست کومولانا محمد علی مونگیریؒ نے اپنی محنت وعزیمت کا میدان بنایااور ردقادیانیت وردّعیسائیت کے ساتھ ساتھ اصلاح عقائدواعمال کا گرانقدر کام انجام دیا۔خدمات وعزیمت کے ان تابندہ نقوش کوثبت کرتے ہوئے مولانا محمد علی مونگیریؒ ۱۳/دسمبر ۱۹۲۷ء کورب جلیل کی بارگاہ عالی میں پہنچ گئے۔اللہ تعالیٰ نے مولانا مونگیری مرحوم کے کاموں کی انجام دہی کے لیے ان کے چھوٹے صاحبزادے مولانا منت اللہ رحمانی کومنتخب فرمایا۔جن کی پیدائش ۵/مئی ۱۹۱۲ء کومونگیر بہار میں ہوئی تھی اور وصال ۲۰/مارچ ۱۹۹۱ء مطابق ماہ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مونگیر ہی میں ہوا۔

آخر گِلِ اُن کی صرفِ درِ میکدہ ہوئی
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کاخمیر تھا

حسب عالی ،نسب عالی،شرف عالی،فضل عالی رکھنے والی حسینی سادات سے وابستگی کا تمغہ حضرت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کوحاصل تھا۔آٹھ دہائیوں پر مشتمل آپ کی کتاب زندگی کے بہت سے روشن ابواب ہیں اور

ایں سلسلۂ طلائے ناب است
ایں خانہ ہمہ آفتاب است

امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۹ء میں رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے،آپ کی رفیقۂ حیات جمیلہ خاتون تھیں۔اللہ تعالیٰ نے مولانا منت اللہ رحمانی کو دولڑکیاں زرینہ خاتون اورسکینہ خاتون عطا فرمائیں۔نیز دولڑکے محمد وصی رحمانی اورمحمد ولی رحمانی عطا کئے۔جس طرح حضرت مولانا محمد علی مونگیری کے دائرہ خدمت کووسیع کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے چھوٹے صاحب زادے مولانا منت اللہ رحمانی کومنتخب فرمایا تھا ،انہیں چھوٹے صاحب زادے کی نیابت کے لیے اُن کے چھوٹے صاحب زادے محمد ولی رحمانی کا بھی انتخاب فرمایا۔امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی ولادت ۵/جون ۱۹۴۳ء کو ہوئی،اس طرح فی الحال آپ اپنی زندگی کی ۷۵/ویں بہار سے گزرر ہے ہیں۔آپ کا خاندانی سلسلہ ۳۷/ویں پشت پر حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ یہ نصیب اللہ اکبر،لوٹنے کی جائے ہے

اے ہم نشیں نہ دیکھ تو اغیار کی طرف
اس انجمن کا ذرہ ہر اک آفتاب ہے

اوراگرکسی نے یہ کہاہے کہ ؎ ولی ابنِ ولی ابنِ ولی ہیں

تواس میں ذرابھی مبالغے اور تعلّی سے کام نہیں لیا ہے۔اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم ان کے تمام تر مناصب واعزازات کے سچے جانشین ثابت ہوئے۔مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کے بارے میں فرمایا تھا کہ ہم نے نسبتیں منتقل ہونے کی بات کتابوں میں پڑھی تھی ،مگر حقیقتاً اس کومولانا ولی رحمانی صاحب کی ذات میں منتقل ہوتے ہوئے مشاہدہ کیا ہےاور پھر ؎

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم نہ صرف خانقاہ رحمانیہ مونگیر کے متحرک سجادہ جانشیں اور سرپرست جامعہ رحمانی بنے۔بلکہ امیر شریعت رابع کے فرزند کاامیر شریعت سابع (امارت شرعیہ بہار واڑیسہ وجھار کھنڈ) کا قافیہ بھی آپ کا لاحقہ بن گیا،اورآل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کی جنرل سکریٹری شپ بھی آپ کے حصے میں آئی،غرض محمودخان محمود بنگلوری کے بقول ؎

حق داریٔ وراثت آباء کی شرط ہے
اولاد میں ہو شوکت اجداد کی صفت

کا مظہراتم بھی آپ کی ذات گرامی بنی ہوئی ہے۔

فی الحال ملک میں جن اکابرین ملت کی خدمات کے درخشندہ نقوش ثبت ہورہے ہیں اور جن کی آوازیں سنی جارہی ہیں بلکہ جن کا طوطی بول رہا ہے۔ان میں حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب سرفہرست ہیں۔پچھلے دنوں بعض مواقع پر حضرت مولانا رحمانی صاحب کی مالیگاؤں آمد کے موقع پر راقم نے اظہار حقیقت کے طور پر علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شعر میں جزوی طور پر ترمیم کر کے آپ کی نذر کیا تو سامعین بھی بہت محظوظ ہوئے تھے، بعض حضرات نے بعد میں ملاقات کے دوران شعر کی برجستگی اورموزونیت کا ذکر بھی کیا۔وہ شعر یہ ہے ؎

تیرے اک چھینٹے سے اے ابر بہاری ان دنوں
سبز ہے شاداب ہے سیراب ہے گلزار دل

اصل شعر میں ابر بہاری درج ہے۔

حضرت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ جس طرح شخصیت گری میں مہارت رکھتے تھے اوراس کی بعض انتہائی نمایاں مثالوں میں حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمی اور حضرت مولانا نظام الدین قاسمی رحمھما اللہ ہیں،اورکس سے کس موقع پر کام لینا ہے اس کی ایک مثال میرے علم میں یہ بھی ہے کہ ۲۸/۲۹/دسمبر ۱۹۸۳ء بورڈ کا چھٹا اجلاس مدراس میں منعقد ہوا۔اس وقت حضرت امیر شریعت رابع علیل تھے۔جنرل سکریٹری رپورٹ کی خواندگی کے لیے حضرت مرحوم نے عم محترم حضرت مولانا محمد حنیف ملی رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث معہد ملت مالیگاؤں کوطلب فرما کر رپورٹ ان کے سپرد کردی۔چونکہ مولانا ملی مرحوم کی شستگی تقریر،سلاست وروانی اورطلاقت لسانی کے آپ قدرداں تھے۔ملک بھر سے آئے ہوئے اس وقت کے شرکاء میں آپ کی نگہ انتخاب مولانا ملی مرحوم پر پڑی ؎

پسلی پھڑک اٹھی تھی نگہ انتخاب کی

اپنے ناموروالد بزرگوار کی اس صفتِ مردم گری وآدم سازی کے مولانا محمد ولی رحمانی صاحب بھی امین ہیں۔بہت سے کندۂ ناتراش کو ہیرا بنا کرآپ نے پیش کیا۔جامعہ رحمانی،خانقاہ رحمانیہ اورامارت شرعیہ کے افراد اس کی گواہی دے سکتے ہیں۔

کلکتہ (مغربی بنگال) کے بورڈ کے ایک اجلاس کے موقع پر حضرت امیر شریعت سابع نے یہ اعلان کر کے کہ بورڈ بوڑھی قیادت کی بجائے دوسری صف کے افراد کوآگے بڑھانے کی روایت قائم کرے۔ایک ہلچل مچادی تھی اوراس کے لیے خوداپنے آپ کو ہٹانے کی پہل کا بھی اظہار کردیا تھا۔

بات آئی گئی ختم ہوگئی۔مگر حضرت مولانا ولی رحمانی صاحب اپنی فکرونظر پر ثبات کے ساتھ برقرار رہنے کی مثال اپنے ایک کم عمر مسترشد اور خلیفہ معہد ملت کے نمایاں فارغ مولانا حافظ محمد عمرین محفوظ ملی رحمانی صاحب کو نہ صرف بورڈ کی رکنیت بلکہ سکریٹری شپ عطا کیے جانے کے ذریعہ خوردوں کوآگے بڑھانے کی ایک عمدہ مثال قائم فرمائی اور ؎ رتبہ جس کودیا ہے تونے ظرف بھی اس کوعالی دے کی تمنا کا نمونہ بنے۔

بورڈ کے ارکان عہدیداران اور ذمہ داران اس انتخاب کی افادیت نیز مولانا عمرین محفوظ رحمانی کی صلاحیت و صالحیت کے بھی قدرداں ہیں آج مولانا عمرین صاحب نہ صرف بورڈ کے سکریٹری ہیں، بلکہ تفہیم شریعت کمیٹی کے رکن بھی ہیں۔ساتھ ہی بورڈ کی سوشل میڈیا ڈیسک کے انچارج بھی ہیں۔

دعا ہے کہ مرشد کامل اور مسترشد فاضل کی زبردست صلاحیتوں سے ملک وملت کوبیش ازبیش فائدہ پہنچتا رہے۔آمین

بقیہ اصحاب فیل پر کس ذریعہ سے عذاب بھیجا گیا .... ابن مسعوداور عبدالمطلب جب صبح کو پہاڑ سے اترے اورایک ٹیلے پر چڑھے توان کوکسی کی آہٹ محسوس ہوئی، کہنے لگے کہ یہ لوگ رات میں نہیں سوئے ہوں ا ے گے،اس لیے صبح کوسو رہے ہیں،لیکن جب فوجی کیمپ کے قریب پہونچے تو سب کو مردہ پایا۔اصحاب فیل کے واقعہ کی یہی تفصیل ہے،جس کا علم محدثین،مفسرین ومؤرخین کے بیان سے ہوتا ہے۔قرآن مجید نے اسی واقعہ کا اجمالی تذکرہ سورۂ فیل میں کیا ہے:

﴿الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل وارسل علیھم طیرا ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف مأکول﴾

اوپر جو تفصیل بیان کی گئی اس کے دوحصے کئے جاسکتے ہیں،ایک تواصحاب فیل پر سنگباری سے پہلے کے واقعات یعنی ابرہہ کے حملہ کے وجود واسباب،ابرہہ کے سفر جنگ کی تفصیل،سنگباری سے پہلے ابرہہ کا مکہ مکرمہ کے قریب پڑاؤ ڈالنا اورعبدالمطلب کا ابرہہ سے گفتگو وغیرہ۔

اوردوسرے ابرہہ اوراس کے لشکر پر سنگباری کی کیفیت یعنی ان پر قدرت کا عذاب کس طرح نازل ہوا،قدرت نے عذاب کے لیے چڑیوں کوذریعہ بنایا،یاان پر کسی اورطرح سے سنگباری کی گئی۔علامہ حمیدالدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں حصوں سے متعلق ایک مخصوص رائے پیش کی ہے،ان کا خیال ہے کہ اصحاب فیل پر سنگباری سے پہلے واقعات کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے اور تیرہ سوسال سے جس کو دہرایا جارہا ہے،اس کا بڑا حصہ صحیح نہیں ہے،ساتھ ہی ان کا یہ بھی خیال ہے کہ خدانے یہ عذاب چڑیوں کے ذریعہ نازل نہیں فرمایا،یہ ایک مفروضہ ہے۔

علامہ فراہی کے خیال میں ان چڑیوں کے بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ ان مقتولین کی لاشوں سے جو تعفن پیدا ہوسکتا ہے،اس کی نوبت نہ آنے پائے، یہ ان لاشوں کوکھالیں،حالانکہ مشہور روایت ہے کہ وہ اصحاب فیل کوسنگبار کرنے لیے بھیجی گئی تھیں۔

علامہ فراہی نے فرمایا کہ ان دونوں حصوں کے متعلق مفسرین ومورخین سے جوغلطیاں ہوئی ہیں،اس کی وجہ سے یہ ہے کہ مفسرین ومورخین نے قوی اورضعیف روایتوں میں فرق نہیں کیا،نتیجہ یہ ہوا کہ ضعیف اورقوی روایتیں گڈمڈ ہوگئیں اورواقعہ کے سلسلہ میں غلط باتیں مشہور ہوگئیں۔

مفسرین ومورخین کی بیان کردہ تفصیل پر علامہ فراہی لکھتے ہیں:''اصحاب فیل کا واقعہ دونوں طریقہ سے اجمالاتو خود قرآن کریم نے بیان کیا ہے اوراس کی تفصیلی شکل وہ ہے جومختلف قسم کی صحیح اورضعیف روایات سے اخذ کر کے تفسیروں میں پیش کی گئی ہے،مفسرین عموما قصہ کی تمام تفصیلات وروایات سے اخذ کر کے بیان کرتے ہیں اورضعیف اورقوی روایتوں میں کوئی فرق نہیں کرتے، یہ مشکل،مضر اورصحیح تاویل تک پہونچنے میں مانع ہوتی ہے،اس لیے ضروری ہے کہ واقعہ کی اصل شکل روایات سے بالکل الگ کر کے دیکھی جائے،اس کے بعد روایات پر نظر ڈالی جائے اور کمزور روایات کو صحیح روایات سے چھانٹ کر الگ کیا جائے''۔(تفسیر سورہ فیل مولانا امین احسن اصلاحی،ص:۴۲)

علماکی تحقیق کی بنیادی کمزوری: علامہ فراہی علیہ الرحمہ نے واقعہ فیل کے دونوں حصوں کی تحقیق اسی ذہن کے ساتھ کی ہے،انہوں نے واقعہ کی اصل شکل کوروایات سے الگ ہوکر دیکھنے کی کوشش کی ہے،واقعہ کی تہہ تک پہونچنے کے لیے انہوں نے عرب شعرا کے کلام کی مدد لی ہےاوراس سے جس نتیجہ تک پہونچے ہیں،اسی کواصل واقعہ قرار دیا ہے۔

لیکن یہ چیز غور کرنے کے قابل ہے کہ شاعری اور بالخصوص عہد جاہلیت کی شاعری سے کسی تاریخی واقعہ کی تہہ تک پہنچا جاسکتا ہے یا نہیں؟ **(جاری)**

...\MD ASADULLAH\Downloads\22.10.2018 (1).inp 22-10-2018 13:17 PAGE 8 (1,1)

سید محمد عادل فریدی

لیبیا میں پھنسے ۱۳۵/تارکین وطن کو نکالا گیا

لیبیا کی راجدھانی طرابلس میں مختلف مسلح گروپوں کے درمیان جاری تشدد کی وجہ سے وہاں پھنسے ۱۳۵/تارکین وطن کو اقوام متحدہ کے حقوق انسانی دفتر (یواین ایچ سی آر) کے راحت اور بچاؤ پارٹی نے ہیلی کاپٹر کے ذریعہ نکال کر انہیں نائیجر بھیج دیا ہے۔ جن تارکین وطن کو بچایا گیا ہے ان میں سے زیادہ تر پناہ گزینوں کی صحت خراب اور نقص تغذیہ سے متاثر ہے اور یہ کئی مہینوں تک لیبیا کے اصلاحی مراکز میں رکھے گئے تھے۔ (یواین آئی)

شام کے مسئلہ کے سیاسی حل پر میٹنگ

روسی صدر ولادیمیر پوتن ۲۷/اکتوبر کو ترکی میں ترکی، جرمنی اور فرانس کے رہنماؤں کے ساتھ شام کے سیاسی حل پر بات چیت کریں گے۔ روسی خبر رساں ایجنسی کرملن پریس سروس کی اطلاع کے مطابق روس دیگر ممالک کے ساتھ مل کر شام کے مسئلہ کے سیاسی حل اور پیش رفت پر بات چیت کرے گا۔ (یواین آئی)

وینیزوئلا میں بھوک کے مارے اپنے بچے دوسروں کے حوالے کرنے پر مجبور مائیں

وینزویلا آج کل شدید معاشی بحران کا شکار ہے اور خدشہ ہے کہ سال کے آخر تک صورت حال مزید خراب ہو جائے گی۔ جوں جوں یہاں مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے، ان بچوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے جو اپنے گھروں سے نکل جانے پر مجبور ہو چکے یا ان خاندانوں کے حوالے کیے جا رہے ہیں جن کے مالی حالات اتنے خراب نہیں ہیں۔ بھوک کی وجہ سے مائیں خود اپنے بچوں کو خوشحال خاندان والوں کے حوالہ کرنے پر مجبور ہیں۔ (بی بی سی لندن)

۲۰۵۰ء تک دنیا کی آبادی میں ۲۲۰ کروڑ کا اضافہ ہوگا: اقوام متحدہ

اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق اب سے لے کر سال ۲۰۵۰ء تک دنیا کی آبادی میں ۲۲۰/کروڑ کا اضافہ ہوگا اور مجموعی آبادی ۹۸۰/کروڑ ہو جائے گی۔ اقوام متحدہ نے کہا کہ اگر آبادی اسی طرح سے بڑھتی رہی تو افریقہ کے سب-صحاری علاقے کی آبادی میں ہی ۱۳۰/کروڑ کا اضافہ ہو جائے گا۔ براعظم افریقہ کا یہ علاقہ ایسا ہے جہاں خواتین کو صحت اور تعلیم سے متعلق محدود مواقع ہی دستیاب ہیں۔ (یواین آئی)

دبئی میں سجا دنیا کا سب سے بڑا کتب میلہ، تیس لاکھ کتابیں فروخت کے لیے پیش

متحدہ عرب امارات میں دنیا کا سب سے بڑا کتب میلہ جاری ہے جس میں تیس لاکھ سے زائد کتابیں فروخت کے لیے پیش کی گئی ہیں۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق متحدہ عرب امارات کا سب سے بڑا سیاحتی و تجارتی شہر دبئی دنیا کے سب سے بڑے علمی ذخیرے کی وجہ سے دنیا کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ دبئی میں دنیا کا سب سے بڑا کتاب میلہ سجایا گیا ہے جس میں انتہائی کم نرخوں پر فروخت کے لیے تیس لاکھ سے زائد کتابیں رکھی گئی ہیں۔ نمائش کے بانی انڈرو یاب کے مطابق گیارہ روز تک جاری رہنے والے کتب میلے میں ادب، ثقافت، تاریخ، شاعری، نثر نگاری، ناول، سائنس، قانون، فلسفہ، طب اور شخصیات سے متعلق شائع شدہ کتب رکھی گئی ہیں۔ توقع ہے کہ اس نمائش میں تین لاکھ سے زائد افراد شرکت کریں گے اور یہ کتاب میلہ بڑی تعداد میں کتب کی فروخت کا ذریعہ بنے گا۔ نمائش کے بانی کا مزید کہنا تھا کہ دبئی جیسے جدید اور ترقی یافتہ شہر میں ٹیبلٹ اور کمپیوٹر نسل کو مطالعے کی طرف راغب کرنے کے لیے اس طرح کے کتب میلوں کی اشد ضرورت ہے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

برطانوی تاریخ میں پہلی بار کرنسی نوٹ پر مسلمان خاتون کی تصویر چھاپنے کا فیصلہ

برطانیہ کے مرکزی بینک ''بینک آف انگلینڈ'' نے کرنسی نوٹ پر برطانیہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک مسلم خاتون کی تصویر جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے، ۵۰/ پاؤنڈ کے کرنسی نوٹ پر اس وقت برطانیہ کی ملکہ الزبتھ دوم کی تصویر موجود ہے۔ نور النسا عنایت نامی مسلم خاتون نے دوسری جنگ عظیم کے دوران فرانس میں رہتے ہوئے برطانوی افواج کے لیے جاسوسی کے فرائض انجام دیئے تھے۔ یکم جنوری ۱۹۱۴ء کو روس کے دارالحکومت ماسکو میں پیدا ہونے والی نور النساء کے والدین کا تعلق ہندوستان سے تھا اور ان کے والد عنایت خان ۱۸/ویں صدی میں سلطنت خداداد میسور ریاست کے حکمران ٹیپو سلطان کے پڑپوتے تھے۔ نور النساء نے ۱۹/نومبر ۱۹۴۰ء میں خواتین کی ضمنی ایئر فورس WAAF میں کلاس 2 ایئر کرافٹ افسر کے طور پر شمولیت اختیار کی اور برطانیہ کی جانب سے جرمنی کے خلاف کام کرنے والی پہلی خاتون ''وائرلیس آپریٹر'' بنیں۔ نور کو ۱۳/اکتوبر ۱۹۴۳ء کو پیرس میں جاسوسی کے الزام میں گرفتار کیا گیا اور ایک عسکری کیمپ میں دس ماہ تک تشدد کا نشانہ بنانے کے باوجود منہ نہ کھولنے پر سر پر گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا، اس وقت نور کی عمر صرف ۲۹/برس تھی۔ نور النساء برطانیہ میں BakerNora کے نام سے مشہور ہیں، انہیں ۱۹۴۹ء میں برطانیہ کے سب سے بڑے شہری اعزاز ''جارج کراس'' سے نوازا گیا۔ نور پہلی مسلم اور ایشیائی خاتون ہیں جن کا تانبے سے بنا مجسمہ لندن کے گورڈن اسکوائر گارڈن میں لگایا گیا ہے۔ فرانس کی جانب سے بھی انہیں سب سے اعلیٰ شہری اعزاز ''کروکس ڈی گیری'' سے نوازا جا چکا ہے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

ایتھوپیا میں وزیر دفاع سمیت نصف حکومتی عہدوں پر خواتین تعینات

ایتھوپیا کے وزیر اعظم ابیی احمد نے وزارتِ دفاع سمیت نصف حکومتی عہدوں پر خواتین کو تعینات کیا ہے۔ وزیر دفاع کا عہدہ ملک میں انتہائی اہم سمجھا جاتا ہے اور یہ خاتون رہنما عائشہ محمد کو دیا گیا ہے، وہ اس سے پہلے وزیرِ تعمیرات رہ چکی ہیں۔ پارلیمنٹ میں اپنی تقریر میں ابیی احمد نے کہا: ''خواتین کم بدعنوان ہوتی ہیں اور وہ ملک میں امن اور استحکام لانے میں مدد کریں گی۔'' روانڈا کے بعد، ایتھوپیا دوسرا افریقی ملک ہے جہاں وزرا میں نصف خواتین ہیں۔ پارلیمان کی سابق سپیکر مفیر یت کامل، ملک کی پہلی وزیر برائے امن ہوں گی، انٹیلی جنس اور سکیورٹی ایجنسیوں کے علاوہ، وفاقی پولیس کا انتظام بھی ان کے پاس ہوگا۔ ابیی احمد اسی سال اپریل میں وزیر اعظم بنے ہیں، انہوں نے عہدہ سنبھالنے کے بعد کئی اصلاحی اقدامات کیے، ملک کی معیشت پر حکومتی گرفت کو کم کیا اور ہزاروں سیاسی قیدیوں کو رہا کیا۔ (بی بی سی لندن)

ووٹر لسٹ میں نام نہ جڑنے سے مونگیر کے مسلمان پریشان

الیکشن کمیشن کی طرف سے ووٹر لسٹ میں نام جڑوانے کا سلسلہ ملک گیر سطح پر جاری ہے، جو ۳۱/اکتوبر تک چلے گا، مگر مونگیر ضلع کے مسلمانوں کو نام جڑوانے میں سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اور کوشش کے باوجود نئے مسلم ووٹروں کا نام ووٹر لسٹ میں جوڑنے میں ناکامی مل رہی ہے، بی ایل او کی طرف سے اس سلسلہ میں خوب مسلم دشمنی کا مظاہرہ ہو رہا ہے، اور وہ مسلمانوں کا نام جوڑنے سے انکار کر رہے ہیں، کچھ جگہوں پر بی ایل او نے یہ کہہ کر نام شامل کرنے سے انکار کر دیا کہ آپ لوگ بنگلہ دیشی ہیں، اس لیے آپ لوگوں کا نام ووٹر لسٹ میں شامل نہیں کیا جائے گا، کہیں بی ایل او ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں، بعض جگہوں پر وہ اپنے وقت پر موجود نہیں رہتے ہیں، بی ایل او کے ذریعہ مجموعی طور پر مسلمانوں کو نظر انداز کرنے سے مونگیر کے مسلمانوں میں بے حد تشویش پائی جا رہی ہے، اس لیے مونگیر کے مسلمانوں نے مطالبہ کیا ہے کہ چونکہ ووٹ دینا ان کا بنیادی حق ہے، اس لیے ووٹر لسٹ میں ان کے نام کو شامل کرنے میں آ رہی رکاوٹ کو دور کر دیا جائے، انہوں نے اپنا یہ مطالبہ ضلعی حکام، اعلیٰ افسران اور الیکشن کمیشن کے ذمہ داروں سے کیا ہے۔ (یواین آئی)

الہ آباد کا نام ہو گیا پریاگ راج

اتر پردیش کی حکومت نے الہ آباد کا نام بدل کر پریاگ راج کر دیا۔ وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی صدارت میں ہونے والی کابینہ کی میٹنگ میں الہ آباد کا نام بدل کر پریاگ راج کئے جانے کی تجویز کو منظور دے دی، نئے نام سے متعلق کارروائیوں کو جلد ہی مکمل کر لیا جائے گا، قابل غور ہے کہ حال ہی میں الہ آباد میں ہونے والی کمبھ مارگ درشک منڈل کی میٹنگ میں بھی یہ مسئلہ اٹھا تھا۔ الہ آباد کا نام پریاگ راج کئے جانے کا مطالبہ عرصے سے کیا جا رہا تھا۔ گورنر رام نائک نے بھی نام تبدیل کرنے پر رضامندی ظاہر کی تھی، دوسری طرف الہ آباد کا نام بدلنے پر کانگریس سمیت متعدد پارٹیوں کے لیڈران اور سماجی کارکنان نے شدید برہمی کا اظہار کرتے ہوئے اس کو تاریخ پر گرد ڈالنے اور حکومت کی ناکامیوں کو چھپانے کی کوشش بتایا ہے۔ (یواین آئی)

بہار اسمبلی سکریٹریٹ میں ۱۰۱/عہدوں پر بحالی

بہار اسمبلی سکریٹریٹ نے اسسٹنٹ سمیت ایک سو ایک خالی عہدوں پر بحالی کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، امیدوار ۳۱/اکتوبر ۲۰۱۸ء تک آفیشیل ویب سائٹ کے ذریعہ درخواستیں جمع کر سکتے ہیں۔ عہدوں کی تفصیل اس طرح ہے:

۱۔اسسٹنٹ :	۵۰/سیٹ	۲۔لائبریری اسسٹنٹ :	۸/سیٹ
۳۔اردو اسسٹنٹ :	۱۰/سیٹ	۴۔ریسرچ اسسٹنٹ :	۲/سیٹ
۵۔اردو مترجم :	۲/سیٹ	۶۔ہندی/انگریزی مترجم :	۲/سیٹ
اسسٹنٹ انچارج :	۶/سیٹ	۷۔جونیر کلرک :	۱۷/سیٹ

ان عہدوں پر کام کرنے کے لیے امیدواروں کو متعلقہ موضوع میں کم از کم گریجویشن کی ڈگری حاصل ہونی چاہئے۔ تفصیلی معلومات بہار اسمبلی کی آفیشیل ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔ امیدواروں کی عمر جونیر کلرک کے لیے کم از کم ۱۸/سال دیگر سبھی عہدوں کے لیے کم از کم عمر ۲۱/سال اور زیادہ سے زیادہ ۳۷/سال ہونی چاہئے، ریزرویشن کیٹیگری میں آنے والے امیدواروں کو عمر میں حسب ضابطہ چھوٹ دی جائے گی۔ تنخواہ کی حد -/19,900 سے لے کر -/1,42,000 روپئے علاوہ دیگر الاؤنس ہے۔ درخواست دینے کی فیس جنرل کیٹگری کے امیدواروں کے لیے چار سو روپئے اور ریزرویشن کیٹگری کے امیدواروں کے لیے ایک سو روپئے ہے۔ اردو اسسٹنٹ کے عہدے کے لیے گریجوئیشن یا مساوی ڈگری لازمی ہے جس میں کم از کم ایک سبجیکٹ اردو کا ضرور ہونا چاہئے۔ اردو مترجم کے لیے اردو میں گریجوئیشن یا مساوی ڈگری ہونی چاہئے۔ بہار مدرسہ بورڈ سے عالم آنرس پاس کیے امیدوار بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ خواہش مند امیدوار ودھان سبھا کی آفیشیل ویب سائٹ http://vidhansabha.bih.nic.in پر لاگ ان کر کے آن لائن فارم بھر سکتے ہیں، بحالی کمپیوٹر کے ذریعہ تحریری امتحان اور ٹائپنگ ٹیسٹ کی بنیاد پر ہوگی۔

مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی نے عالم و فاضل امتحان کے لیے رجسٹریشن کی تاریخ کا اعلان کیا

مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی پٹنہ نے تمام مدارس ملحقہ کے عالم و فاضل درجات کے پرنسپل/ انچارج پرنسپل حضرات کو مطلع کیا ہے کہ ۲۰۱۹ء میں سالانہ امتحان کے لیے رجسٹریشن کا کام درج ذیل ترتیب کے تحت انجام پائے گا۔ مدرسہ نمبر ۱/سے ۲۵/تک رجسٹریشن فارم جمع کرنے کی آخری تاریخ ۲۲/اکتوبر ۲۰۱۸ء، مدرسہ نمبر ۲۶/سے مدرسہ نمبر ۵۰ تک آخری تاریخ ۲۳/اکتوبر ۲۰۱۸ء، مدرسہ نمبر ۵۱/سے ۷۵/تک ۲۴/اکتوبر ۲۰۱۸ء، مدرسہ نمبر ۷۶/سے ۱۰۰/تک ۲۵/اکتوبر ۲۰۱۸ء اور مدرسہ نمبر ۱۰۱/سے ۱۲۰/تک رجسٹریشن فارم جمع کرنے کی آخری تاریخ ۲۹/اکتوبر ۲۰۱۸ء ہے۔ تمام مدارس کو اطلاع دی گئی ہے کہ مقررہ تاریخ میں ہی فارم جمع کریں، مقررہ تاریخ کے بعد فارم قابل قبول نہیں ہوں گے۔ ساتھ ہی تمام طلبہ وطالبات کا رجسٹریشن فارم ایک ہی ساتھ جمع کریں۔ ایک سو روپئے تاخیری فیس کے ساتھ رجسٹریشن فارم مورخہ یکم نومبر ۲۰۱۸ء سے ۳/نومبر ۲۰۱۸ء تک جمع کیے جا سکتے ہیں۔

سی بی ایس ای نے اسکولوں کی منظوری سے متعلق ذیلی ضابطوں میں ترمیم کی

سنٹرل بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن (سی بی ایس ای) نے اسکولوں کو منظوری دینے سے متعلق اپنے ضابطوں میں بڑی ترمیم کی ہے، اب وہ صرف اسکولوں کے تعلیمی معیار کی نگرانی اور جانچ کرے گا، جب کہ بنیادی ڈھانچے کے آڈٹ و دیگر جانچ ونگرانی کی ذمہ داری اب ریاستوں کی ہوگی۔ واضح ہو کہ ملک بھر میں ۲۰۷۸۳/اسکول سی بی ایس ای سے منظور شدہ ہیں جس میں ایک کروڑ نوے لاکھ طلبہ اور دس لاکھ سے زیادہ اساتذہ ہیں۔ (این ڈی ٹی وی خبر)

طب وسائنس

نوزائدہ بچوں کی نگہداشت

تبسّم منظور ممبئی

بچے کی پیدائش سے ہی ان کی نگہداشت پر دھیان دینا ضروری ہے۔آج سائنس نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ ماں کے پیٹ میں ہی بچے کی حالت کا پتہ چل جاتا ہے۔سونوگرافی کے ذریعے پیٹ میں ہی بچے کے تمام اعضاء کے بارے میں معلوم کرلیا جاتا ہے۔خدانخواستہ بچے کا کوئی عضونا کارہ ہو یا پیدائش کے بعد بچے کو زیادہ تکلیفوں سے گزرنا پڑے یا اس عضو کی وجہ سے وہ بچہ زندگی بھر معذور ہوسکتا ہے تو ڈاکٹر کی صلاح سے اسے ختم بھی کیا جاتا ہے۔ماں کے بھی سارے ٹیسٹ حمل کے دوران ہی کیے جاتے ہیں۔جس میں ایچ آئی وی کا ٹیسٹ بھی کرایا جاتا ہے۔ٹیسٹ کرانے پر پتہ چلے کہ ماں کو ایچ آئی وی ہے تو بھی گھبرانے کی بات نہیں۔اب ایسی دوائیاں موجود ہیں جو ایچ آئی وی کی مریض عورت کو حمل کے دوران تندرست رکھتی ہیں اور اس وائرس کو بچے میں منتقل ہونے سے روکتی ہیں۔لیکن اگر دوائیں نہ لی جائیں تو یہ وائرس بچے میں منتقل ہوسکتا ہے۔

ماں کو حمل کے دوران اور زچگی کے بعد صاف صفائی پر پوری توجہ دینی چاہئے۔کئی مائیں دودھ پلاتے وقت صفائی کا خیال نہیں رکھتیں۔دودھ پلانے میں غفلت اور بے پروائی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔اپنے سینے کو صاف نہیں کرتیں۔جب دودھ بہنے لگتا ہے اور وہ سوکھ جائے تو بدبو آنے لگتی ہے۔اس لئے ماؤں کو اپنے سینے پر کپڑا رکھنا چاہئے اور بار بار بدلنا چاہئے تاکہ بچہ آسانی سے دودھ پی سکے۔بچے کو صفائی سے دودھ نہ پلایا جائے تو بچے کئی پیٹ کی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔

صحت منداور تندرست بچہ کسی مشکل اور محنت کے بغیر آسانی سے سانس لیتا ہے۔اسے ہر ایک سے دو گھنٹے بعد دودھ پینا چاہیے۔بچہ اگر بھوکا ہو یا گیلا ہو تو اسے ماں کو صاف کرنا چاہیے۔بچے کے دوسرے دن سے لے کر پانچویں دن کے درمیان ہونے والا پیلیا) یرقان (خطرناک نہیں ہوتا۔اس کا بہترین علاج سورج کی روشنی یعنی صبح کی ہلکی دھوپ ہوتی ہے اور ماں کا دودھ زیادہ سے زیادہ پلانا چاہیے۔ماں کا دودھ بچے کے لئے سب سے بہترین غذا ہے۔بچے کی پیدائش کے بعد ماں کی چھاتی سے نکلنے والا پیلا دودھ سونے کے پانی کی طرح ہوتا ہے۔کم مقدار میں آتا ہے لیکن نوزائیدہ بچے کے لئے یہ مقدار اس کی ضرورت کے مطابق ہوتی ہے۔نوزائیدہ بچے کے لئے یہ مکمل اور بہترین غذا ہے۔اس دودھ میں جراثیم کو مارنے والے اجزا ہوتے ہیں جو ماں کے جسم کے اندر پیدا ہوتے ہیں اور بچے کو انفیکشن سے بچاتے ہیں۔اس سے پہلے دودھ کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔بچے کے لئے یہ کسی بھی دوا سے بڑھ کر اور بے حد قیمتی ہے۔پیدائش کے بعد دو دن یہ دودھ پلانا بہت ضروری اور اہم بھی ہے کیونکہ اس سے ہی ماں میں دودھ بننا شروع ہو جاتا ہے۔لیکن آج کل کا یہ ماڈرن زمانہ ہے۔مائیں بچوں کو اپنا دودھ پلانا مناسب نہیں سمجھتیں۔بس یہ کہتی ہیں کہ ہمیں دودھ نہیں آتا۔انہیں لگتا ہے دودھ پلانے سے ان کی فیگر خراب ہو جائے گی۔

پہلے ہفتے میں بعض بچوں کا وزن کم ہو جاتا ہے۔اگر اس کے بعد بھی بچے کا وزن کم ہو رہا ہے تو اس کا مطلب بچے کو پوری خوراک نہیں مل رہی ہے۔پہلے تو کوشش کریں کہ ماں کا دودھ ہی دیا جائے پھر بھی خوراک پوری نہ ہو تو ڈاکٹر کی صلاح سے بچے کو باہر کا دودھ دیں۔بچوں کی ہر چھوٹی چھوٹی حرکت پر نظر رکھیں۔ڈاکٹر سے تھوڑی بہت دوائیاں لکھوالیں تاکہ تکلیف میں آپ آسانی سے بچے کو گھر پر ہی دوا دے سکیں۔زچگی کے بعد ہی بچوں کے ڈاکٹر آکر بچے کا چیک اپ کر لیتے ہیں۔اس وقت ایک فائل دی جاتی ہے جس میں ویکسین کا پورا چارٹ ہوتا ہے کہ کونسا ویکسین کب لینا ہے۔کئی لوگ یہ بھی پوچھتے ہیں کہ اتنے سارے ویکسین کیوں لینے ہیں؟ ویکسین کیا کام کرتے ہیں؟ کیا وہ وائرس اور بیکٹیریا کے خلاف کام کرتے ہیں؟ ویکسین مستقبل میں ہونے والی کسی مخصوص بیماری کے حملوں کے خلاف مدافعتی طاقت کو تیار کرنے کا کام کرتے ہیں۔وائرل اور پیتھو جینز دونوں یا بیماری پیدا کرنے والے ایجنٹوں کے خلاف ویکسین موجود ہیں۔اور یہ ویکسین وائرس اور بیکٹیریا کو پوری طرح ختم تو نہیں کرتے لیکن ان کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرتے ہیں۔

ٹیکہ ایک دوا ہے۔کچھ میں زندہ جراثیم ہوتے ہیں، کچھ میں مردہ جراثیم ہوتے ہیں۔جب یہ دوائی جسم کے اندر جاتی ہے تو اس وقت جسم کا مدافعتی نظام سویا ہوا ہوتا ہے۔جب اسکو ویکسین دیتے ہیں تو اس کا مطلب سوئے ہوئے کو جگا دیا تو وہ فوراً حرکت میں آتا ہے۔اس حرکت میں بچوں کو بخار آتا ہے۔کچھ کو کم کچھ کو زیادہ۔آج کل تو بنا درد اور بنا بخار کے بھی ویکسین دستیاب ہیں

بچے کی پیدائش کے دوسرے یا تیسرے دن دو ویکسین دی جاتی ہیں۔جن میں پولیو اور بی سی جی شامل ہیں۔پولیو ویکسین بچے کو پولیو سے بچاتی ہے۔بی سی جی کا انجیکشن بچے کو ٹی بی سے لڑنے کی قوت مدافعت دیتا ہے۔پھر بچے کی پیدائش کے چھٹے ہفتے بعد ایک بار پھر پولیو سے بچاؤ کے لئے پولیو کے دو قطرے دیئے جاتے ہیں۔پولیو ویکسین کے علاوہ ہیپاٹائٹس ون) ڈی پی ٹی، ایچ بی، ایچ آئی بی (کے انجکشن دیئے جاتے ہیں۔یہ ٹیکہ جات کا کورس نومولود بچے کو نمونیا، ہیپاٹائٹس، کالی کھانسی، گردن توڑ بخار سے محفوظ رکھتا ہے۔بچے کی پیدائش کے دس ہفتے بعد ایک بار پھر پولیو سے بچاؤ کے لئے پولیو کے دو قطرے پلائے جاتے ہیں اور ہیپاٹائٹس ٹو) ڈی پی ٹی، ایچ بی، ایچ آئی بی (ٹیکے بھی لگائے جاتے ہیں۔چودہ ہفتے کے بعد ایک بار پھر بچے کو پولیو سے بچاؤ کے لئے پولیو کے دو قطرے اور ہیپاٹائٹس تھری) ڈی پی ٹی، ایچ بی، ایچ آئی بی (کا ڈوز دیا جاتا ہے۔بچے کو نو مہینے کی عمر میں خسرہ سے بچاؤ کے لئے ٹیکہ لگایا جاتا ہے اور دوسرا ٹیکہ ڈیڑھ سال کی عمر میں لگایا جاتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ دیگر وبائی بیماریوں سے بچنے کے لئے ویکسین موجود ہیں۔اور یہ ویکسین لگوانا بھی ضروری ہیں۔ویکسین اور ٹیکوں کا کورس پورا کرنے کے بعد بچہ ایک صحت مند زندگی گزار سکتا ہے۔

آج انٹرنیٹ پر ساری معلومات مل جاتی ہے۔پھر بھی میں نے کچھ لکھنے کی کوشش کی ہے کیونکہ ویکسین اور ٹیکے نہ لگنے کی وجہ سے پانچ سال کے اندر کے بہت سارے بچوں کی موت ہو جاتی ہے۔کئی پڑھے لکھے لوگوں کو بھی کہتے سنا ہے کہ بی سی جی لگوایا اور پولیو ڈراپس دلاتے ہیں۔

بچوں کو برابر وقت پر ویکسین اور ٹیکے لگائے جانے چاہئیں تاکہ پانچ سال کے اندر کے بچوں کی اموات کی شرح کم ہو سکے۔یہ ٹیکے سرکاری ہسپتالوں میں مفت دیئے جاتے ہیں۔جو لوگ ویکسین اور ٹیکوں کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں۔انہیں چاہئے کہ اپنے آس پاس گلی محلے میں معلومات دیں۔ٹیکہ یا ویکسین کے عنوان پر نہ صرف معلومات میں کمی ہے بلکہ ان کے ذریعے اس پر کام کرنے کی بھی بہت ضرورت ہے۔

ہفتہ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

اردو کے مسائل پر سمینار

ساحل ویلفیر ٹرسٹ مظفر پور کی جانب سے ڈاکٹر توقیر عالم کی دعوت پر اردو کے مسائل پر عابدہ ہائی اسکول مظفر پور میں ایک سمینار کا انعقاد ۱۵/اکتوبر کو ۱۰/بجے دن سے کیا گیا، سابق صدر شعبہ اردو بہار یونیورسٹی مظفر پور ڈاکٹر عبدالواسع کی صدارت میں منعقد اس سمینار میں نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، ڈاکٹر فخر الدین عارفی، ڈاکٹر ریحان غنی، اشونی کمار اشرف، ڈاکٹر بنی احمد، انوار الحسن وسطوی، پروفیسر شاکر خلیق، ڈاکٹر توقیر عالم، ڈاکٹر یاسمین، ڈاکٹر خورشید سمیع صبا نقوی، ٹرسٹ کے سکریٹری منصور صاحب نے شرکت کی اور اپنے مضامین ومقالات میں اردو کے مسائل اور ان کے حل کی شکلوں پر گفتگو کی، اس موقع سے مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے مدارس اسلامیہ مین تدریس کے مسائل پر اپنا مقالہ پیش کیا، انہوں نے کہا کہ جب تک ہر سطح پر اساتذہ پڑھانے میں دلچسپی نہیں لیں گے، اور اردو آبادی عملی طور پر اردو کی بقاء وترویج کے لیے سرگرم نہیں ہوگی، اردو کا مسئلہ حل نہیں ہو سکے گا انہوں نے عصری درسگاہوں مین اردو املا کے بدلتے رجحان اور بدخطی پر اپنی تشویش کا اظہار کیا، انہوں نے فرمایا کہ رشید حسن خاں وغیرہ نے اردو املا کے سلسلے میں جو سفارشات کی ہیں، اس سے الفاظ کا خاندان گم ہوکر رہ گیا ہے، انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ جو الفاظ عربی خاندان کے ہیں ان کے املا میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جانی چاہئے، اس طرح واؤ معدولہ وغیرہ کو حسب سابق باقی رہنا چاہیے اور صرف صوت پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ اگر صوت پر املا کا مدار رکھا جائے گا تو صدا اور سدا، خوار اور خار میں فرق کرنا مشکل ہو جائے گا، انہوں نے کہا کہ اساتذہ کو خوش خط ہونا چاہیے تاکہ طلبہ ان کی نقل کرکے اپنی تحریر کو خوش خط بنا سکیں، اس موقع سے شرکاء نے مولانا نظر الہدیٰ قاسمی اور ان کے رفقاء کے ذریعہ ان آئی او اس کے سوالات اردو میں فراہم کرانے کی مہم کو سراہا۔واضح رہے کہ ان حضرات نے ہائی کورٹ میں اردو کے اردو میں سوالات کی فراہمی کے لیے مقدمہ کیا تھا، جس میں کامیابی ملی اور امسال سے اردو میں سوالات فراہم کیے جانے لگے، اور نصابی مواد بھی آن لائن اردو میں ڈال دیا گیا ہے، یہ ایک بڑی کامیابی ہے۔

الہ آباد کی سرزمین سونی ہوگئی

استاذ الاساتذہ، پیر کامل، صاحب سلوک واحسان، مکارم اخلاق کے پیکر، حضرت مولانا احمد پڑتا بگڑھی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عمار احمد صاحب الہ آبادی بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ افضل المعارف کا جمعرات کی شب میں انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ کی زندگی کے دونوں پہلو ظاہر و باطن دونوں برابر تھے، آپ مکارم اخلاق کے پیکر تھے، تعصب نام کی کوئی چیز دور دور تک آپ کی زندگی میں نہیں تھی۔ان کے انتقال پر دفتر امارت شرعیہ میں گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور دعاء مغفرت کی گئی، اللہ تعالیٰ حضرت کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگاہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

محکمہ تعلیمات کی کتاب میں حضرت محمدؐ کی خیالی تصویر افسوسناک

حکومت مہاراشٹرا کے محکمہ تعلیمات کی جانب سے سروشکشا ابھیان کی کتاب ”آدرش گوشٹھی“ (مثالی کہانیاں) میں حضرت محمدؐ کی خیالی تصویر شائع کیے جانے پر مسلمانوں کے جذبات شدید طور پر مجروح ہوئے ہیں، نیز دوسری دو کتابوں میں دیگر دو عظیم ہستیوں کی بھی بے حرمتی کی گئی ہے، اس کتاب میں پیغمبر اسلام کا واقعہ تو صحیح لکھا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ان کی خیالی تصویر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لئے شامل کی گئی ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر یا خاکہ بنانا اسلام میں منع ہے، اس لئے فوری طور پر اس کتاب سے اس خیالی تصویر کو حذف کیا جانا چاہئے، اسی طرح دیگر کتابوں میں چھتر پتی شنبھاجی مہاراج نیز سنت تکارام مہاراج اور ان کی اہلیہ کے بارے میں لکھے گئے نازیبا الفاظ سے متعلق کتاب کو پاک کیا جائے۔

اقلیتی طلبا کو مفت رہنے اور پڑھنے کے لئے نئی منصوبہ بندی کی منظوری

بہار حکومت کلاس 9 سے 12 ویں تک کے طالب علموں کو مفت رہنے اور کھانے کے لئے ضلع کی سطح پر ایک خاص رہائشی اسکول کھولے گی وزیر اعلی نتیش کمار کی صدارت میں ریاست کابینہ کی میٹنگ میں بہار ریاست اقلیتی رہائشی اسکول منصوبہ کی منظوری دے دی گئی۔اس اقلیتی کمیونٹی کے خصوصی اسکولوں میں نامزدگی کے لئے مقابلہ جاتی امتحان منعقد کی جائے گی۔اس میں ان ہی بچوں کا اندراج ہوگا، جن کے والدین کی سالانہ آمدنی چھ لاکھ روپے سے کم ہوگی۔اس میں رہنا، پڑھنے سمیت دیگر تمام سہولیات مفت ہوگی۔اس دوران موجود اقلیتی بہبود محکمہ کے پرنسپل سکریٹری عامر سبحانی نے کہا کہ ان اقلیتی اسکولوں کے لئے ضلع کی سطح پر زمین کی تلاش کی جارہی ہے۔جس ضلع میں پہلے زمین مل جائے گی، وہیں یہ اسکول شروع کردی جائے گی۔مختلف اضلاع میں زمین کا اندازہ کیا جارہا ہے۔اس کے علاوہ اقلیتی بہبود ہاسٹل میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے والے اقلیتی برادری کے طالب علموں کے لئے وزیر اعلی اقلیتی بہبود چھاترالی گرانٹ منصوبہ بندی کی منظوری دی گئی ہے۔اس میں ہر طالب علم کو فی ماہ ایک ہزار روپے گرانٹ بھی پیش کئے جائیں گے۔(قومی تنظیم ۱۶/اکتوبر)

بقیات

بقیہ بے حسی.......... اگر لوگوں میں سماجی ذمہ داریوں کے سلسلے میں خود اعتمادی پیدا کرنی ہے، بیداری لانی ہے تو پولس کو اپنے رویہ میں تبدیلی لانی ہوگی، سماج کو بھی ایسے مدد کرنے والے شخص کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے، جس نے اپنی جان جوکھم میں ڈال کر ایک انسان کو بچانے کا کام کیا، کیونکہ یہ انسان کو بچانا نہیں ہے، پوری انسانیت کو زندگی بخشنے کے مترادف ہے اور پوری انسانیت کو بچانے والا ہر سطح پر قابل تعریف ہے، جس دن ہم نے یہ کام شروع کر دیا، پتھر دل پسیجنے لگیں گے اور غیر انسانی کاموں سے پرہیز شروع ہو جائے گا۔

بقیہ بنی آدم ...... اسی لیے دین میں اختلاف ہونے کی صورت میں رشتہ ہو ہی نہیں سکتا، بقیہ اور چیزیں جو اس نام پر رائج ہیں، وہ وقتی مصلحت کی بنیاد پر اپنے اپنے طور پر لوگوں نے رائج کر لیا ہے۔ اصل کفو کا ترجمہ Maiching ہے، دین میں Maiching قرآن کریم کا مطالبہ ہے، بقیہ لڑکی کو حق ہے کہ وہ اپنی زندگی گذارنے کے لیے جن چیزوں میں برابری ضروری سمجھتی ہے، اسے دیکھ لے، کیا آپ کو یہ غیر فطری لگتا ہے کہ جب عورتیں ساری کے ساتھ بلاؤز، چوڑی چپل؛ بلکہ چھوٹے بچوں کے کپڑوں میں بھی Maiching دیکھتی ہیں ،تو جس کے ساتھ پوری زندگی گذارنی ہے اور خوش گوار زندگی کا مدار جس پر ہے، اس کا حق اس سے چھین لیا جائے، ایسا نہیں ہوسکتا در اصل یہ کفائت رشتے کو مستحکم اور پائیدار بنانے کے لئے ہے، ایسا ہوسکتا ہے کہ ذات برادری، معیار زندگی، خاندانی وقار دونوں خاندان کا برابر ہو، لیکن لڑکا کچے چمڑے کا کام کرتا ہو اور لڑکی عطر والے کی بیٹی ہو تو سب کچھ برابر ہونے کے باوجود ایک دوسرے کا کفو نہیں نہیں قرار دیا جا سکتا، کیونکہ چمڑے کی بو کے ساتھ عطر کی خوشبو کا کوئی جوڑ نہیں۔

بقیہ می ٹو...... موسیقار انو ملک، فلم اداکار نانا پاٹیکر اور الوک ناتھ کے نام شامل ہیں، یہ معاملہ صرف بالی وڈ (ممبئی فلم انڈسٹری) کا ہوتا تو تعجب نہیں ہوتا، کیونکہ وہاں مذہب، اخلاقیات، روایتی اقدار، شرافت وغیرہ کے الفاظ بے معنی سے ہیں، لیکن یہ آگ سیاست اور صحافت سے ہو کر کھیل کے میدان تک پہونچ گئی یہ حیرت انگیز ہے۔ اس مہم کے تازہ شکار مشہور صحافی اور وزیر مملکت برائے امور خارجہ ایم جے اکبر ہوئے ہیں، ٹوئٹر پر جب ان کے خلاف جنسی ہراسانی کی داستان لکھی جا رہی تھی تو وہ افریقی ممالک کے دورے پر تھے، انہوں نے آتے ہی وکلا کی ایک فوج کے ساتھ ان خواتین پر ہتک عزتی کا مقدمہ کر دیا ہے، انہوں نے کہا کہ جھوٹ کے پیر نہیں ہوتے؛ لیکن ان میں زہر ہوتا ہے، جو پاگلوں کی طرح اُگلا جاتا ہے، یہ بہت تکلیف دہ صورت حال ہے، پاکدامنی کے لیے عدالت کا سہارا لینے کے بعد انہوں نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا ، وزیر اعظم اور بی جے پی کو خطرہ ہے کہ پارٹی کے اور لوگ بھی اس کی زد میں آسکتے ہیں اور سب کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا تو یکے بعد دیگرے کئی وکٹ گر جائیں گے حکومت یہ بھی نہیں چاہتی کہ اس مہم پر روک لگے، کیوں کہ اس موضوع پر لوگوں کی توجہ لگی رہے گی، اور وہ ان واقعات کو چٹخارے لے لے کر پڑھتے رہیں گے تو حکومت پر لعن طعن کرنے کا موقع انہیں کم ملے گا۔

اس مہم میں جو واقعات سامنے آرہے ہیں ان میں سے کئی ساٹھ برس پرانے ہیں، اور کئی بیس برس پُرانے، اتنا عرصہ گذر جانے کے بعد بھی کوئی ایف آئی آر درج نہیں ہے، اداکارہ ہنی ایرانی کے ہی معاملہ کو لیں اس حادثہ کو ساٹھ برس گذر چکے ہیں، بھلا بغیر کسی ایف آئی آر کے معاملہ عدالت تک کیوں کر پہونچے گا، کیا کسی عورت کا صرف ٹویٹر پر بیان دیدینا اس بات کے لیے کافی ہے کہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، البتہ ہتک عزتی کے مقدمہ کے لیے یہ بات کافی ہے کہ سماجی طور پر کسی شخص کو ذلیل کرنے کی غلط مہم چلائی گئی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ دہلی خواتین کمیشن کی صدر سواتی مالیوال نے می ٹو مہم کی متاثرہ خواتین سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے ساتھ ہوئے جنسی جرائم کی شکایت پولس تھانے اور خواتین کمیشن میں درج کرائیں، شکایت درج کرانے سے ان جنسی مجرموں کو جیل بھیجوایا جا سکے گا، مالیوال نے اعتراف کیا کہ اس معاملہ میں قانونی عمل آسان نہیں ہے، محکمہ خواتین واطفال بہبود کی وزیر محترمہ مینکا گاندھی نے سبکدوش ججوں اور قانون دانوں پر مشتمل چہار رکنی ایک جانچ کمیٹی بنانے کا اعلان کر دیا ہے، تاکہ می ٹو کے تحت سامنے آرہے معاملات کی سنوائی کی جا سکے، اس اعلان کا کوئی معنی اس وقت تک نہیں ہے جب تک یہ تجویز کابینہ سے پاس نہیں ہو جاتی۔

ان ساری تفصیلات کے بعد ہمیں اسلامی موقف کو بھی جاننا سمجھنا چاہیے، اسلام کے نزدیک اس قسم کا اعلان قذف اور تہمت ہے، اس میں دو طرفہ سزاؤں کا اہتمام ہے، ثبوت وشواہد سے الزام ثابت ہو گیا تو مرد سزا کا مستحق ہوگا اور اگر ثبوت وشواہد سے الزام کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا تو تہمت لگانے والی عورت کو سزا دی جائے گی۔

می ٹو مہم کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ سماج نے بغیر کسی ثبوت وشواہد کے عورت کی جانب سے لگائے گئے ہر الزام کو درست مان لیا ہے اور باعزت لوگوں پر کیچڑ اچھالے جانے کا کوئی نوٹس نہیں لیا جا رہا ہے، حالاں کہ اس مہم کے تحت برسوں کے کینہ وکدورت اور بغض وعناد نکالنے کے لیے ٹوئٹر پر کچھ بھی لکھا جا سکتا ہے، اسلام کے نزدیک یہ ناپسندیدہ عمل ہے اور اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جا سکتی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ زیادتیوں کا ذکر نہ کیا جائے، ضرور کیا جائے، مگر پہلے مرحلہ میں ہی ثبوت وشواہد کے ساتھ۔ تاکہ پہلے مرحلہ ہی میں معلوم ہو جائے کہ یہ الزام صرف بغض وعناد کی وجہ سے نہیں لگایا جا رہا ہے۔

اعلان مفقود الخبری

● مقدمہ نمبر ۳۵/۱۲۳/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مہدولی دربھنگہ) رحمت الحسنیٰ بنت حافظ محمد متین الحق مقام وڈاکخانہ پھلوریا تھانہ باجپٹی، سیتامڑھی۔ مدعیہ۔ بنام حامد ربانی ولد محمد اسلم مقام وڈاکخانہ کوئلہ استھان، تھانہ کیوٹی ضلع دربھنگہ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ، مہدولی، دربھنگہ میں عرصہ دو سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت نہ ادا کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۱۴/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۲/نومبر ۲۰۱۸ء روز جمعرات کو خود مع شواہد وثبوت دار القضاء امارت شرعیہ، مہدولی، دربھنگہ میں بوقت ۹/بجے دن حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۹۷/۱۸۶۰/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ آزادنگر جمشید پور) خوشبو پروین بنت لقمان تاج نگر کپالی سرائے کیلا جھارکھنڈ۔ مدعیہ بنام۔ محمد شہباز فیصل ولد مرتضیٰ ذاکر نگر، روڈ نمبر ۲، مانگو جمشید پور۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ مدعا علیہ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ جمشید پور میں عرصہ ایک سال سے لاپتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوج ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ لہذا اخبار نقیب کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، آئندہ تاریخ پیشی مورخہ ۱۴/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۲/نومبر ۲۰۱۸ء روز جمعرات بوقت ۹/بجے دن خود مع گواہان وثبوت دار القضاء جمشید پور میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کر دیا جائے گا۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● مقدمہ نمبر ۲۰/۱۳۰۹/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ گواپوکھر مدھوبنی) شمسہ خاتون بنت محمد امیر مقام دھمورا ڈاکخانہ دھمورا تھانہ بابوہری ضلع مدھوبنی۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد نعمت ولد محمد صدیق مقام اگاری ڈاکخانہ کھوج پور تھانہ بابوہری ضلع مدھوبنی۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ گواپوکھر مدھوبنی میں عرصہ ڈھائی سال سے غائب ولا پتہ ہونے نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنا پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں بھی ہوں مورخہ ۱۴/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۲/نومبر ۲۰۱۸ء روز جمعرات کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔
نوٹ:۔ اپنا اور اپنے گواہوں کا شناختی کارڈ ساتھ لائیں۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● مقدمہ نمبر ۶۲/۹۲۶/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سیوان) شکیلہ خاتون بنت محمد علی مقام سرسیا بازار ڈاکخانہ ساساموسی تھانہ کوچائے ضلع گوپال گنج۔ مدعیہ۔ بنام۔ شمشاد عالم ولد ستار میاں مقام تکیٰ پور ڈاکخانہ کروتاہی تھانہ گوپال پور ضلع گوپال گنج۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ سیوان میں عرصہ ۵/ماہ سے غائب ولا پتہ ہونے نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۱۴/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۲/نومبر ۲۰۱۸ء روز جمعرات کو خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں بوقت ۹/بجے دن حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● مقدمہ نمبر ۱۵/۹/۱۷/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ ابابکر پور ویشالی) انوری خاتون بنت محمد نصیر مرحوم مقام افضل پور پرینا، پوسٹ نواچک تھانہ پاتے پور ضلع ویشالی۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد رستم ولد محمد رفیق مرحوم مقام میناپور ڈاکخانہ حاجی پور تھانہ حاجی پور ضلع ویشالی۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دار القضاء ابابکر پور ویشالی میں عرصہ سات سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آئندہ تاریخ پیشی ۱۴/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۲/نومبر ۲۰۱۸ء روز جمعرات کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ عدم حاضری کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● مقدمہ نمبر ۲۰/۱۸۴/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ ابابکر پور ویشالی) گلشن بانو بنت محمد شفیع مرحوم مقام چھپرہ نجو چند ڈاکخانہ خواجہ چاند چھپرہ تھانہ گرول ضلع ویشالی۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد نوشاد ولد عبد الرؤف مرحوم مقام چھٹلی چھپرا ڈاکخانہ خواجہ چاند چھپرا تھانہ گرول ضلع ویشالی۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف شاخ دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں عرصہ دراز سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۱۴/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۲/نومبر ۲۰۱۸ء روز جمعرات بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ اس تاریخ پر عدم حاضری یا عدم پیروی کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ضلع مغربی ومشرقی چمپارن میں اجلاس نقباء کی تیاری شروع

امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کی ہدایت پر مورخہ ۱۷/۱۸/نومبر ۲۰۱۸ء کو ضلع مغربی چمپارن کے شہر بتیا میں اور مورخہ ۱۹/۲۰/نومبر کو ضلع مشرقی چمپارن کے شہر ڈھاکہ میں دو روزہ اجلاس نقباء ونائبین، علماء وائمہ، دانشوران اور سماجی کارکنان منعقد ہونے جارہا ہے، جس کے لئے دونوں ضلع میں زور وشور کے ساتھ تیاری شروع ہوگئی ہے، ضلع مغربی چمپارن کے اجلاس کی کامیابی کے لئے مدرسہ اسلامیہ بتیا میں ایک بڑی میٹنگ کا انعقاد ہوا، جس میں استقبالیہ کمیٹی کی تشکیل ہوئی۔ جناب ڈاکٹر مجیب الرحمٰن صاحب رئیس النقباء امارت شرعیہ ''صدر استقبالیہ'' جناب حاجی عبداللہ خاں صاحب ''نائب صدر'' جناب مولانا نثار احمد قاسمی قاضی شریعت بتیا ''کنو ینز'' جناب ارشاد اختر عرف دلارے صاحب ''نائب کنو ینز'' جناب حاجی محمد ارمان خان صاحب ''خازن'' منتخب ہوئے ہیں، اس کے علاوہ پورے ضلع سے پچاس ارکان استقبالیہ نامزد ہوں گے، مدرسہ اسلامیہ بتیا کے نائب ناظم انیس الرحمٰن صاحب، گوری پور، جناب وکیل احمد صاحب برکی ودیگر اساتذہ کرام بھی اجلاس کے لیے سرگرم عمل ہیں، اسی طرح ضلع مشرقی چمپارن کے دوروزہ اجلاس نقباء کو کامیاب بنانے کے لئے دفتر دار القضاء امارت شرعیہ آزاد نگر ڈھاکہ میں ۱۷/اکتوبر کو ضلع کے ذمہ دار شخصیات، علماء وائمہ، دانشوران اور حضرات نقباء کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی، جس میں اجلاس کی تیاری کے لئے استقبالیہ کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی، جناب مولانا عبدالسلام صاحب آزاد مدرسہ اسلامیہ ڈھاکہ ''سرپرست'' جناب مولانا امان اللہ صاحب ناظم جامعہ مقیمیہ ''صدر'' جناب مکھیا نیک محمد صاحب ''نائب صدر'' جناب مولانا نذر المبین ندوی صاحب امام وخطیب جامع مسجد ڈھاکہ ''سکریٹری'' جناب مولانا اطہر جاوید صاحب قاضی شریعت ڈھاکہ ''کنو ینز'' اور جناب ڈاکٹر شمیم اختر صاحب ''نائب کنو ینز'' منتخب ہوئے۔ ارکان استقبالیہ کے طور پر یہاں بھی پورے ضلع سے پچاس افراد کا نام کمیٹی میں شامل کیا گیا ہے۔ دونوں ضلع میں اجلاس کی اطلاع اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کی آمد کی خبر سے نہایت ہی خوشی، عقیدت مندی اور جوش وخروش کا ماحول دیکھا جارہا ہے، ان دونوں اجلاس کی کارروائی تربیتی نقطۂ نظر سے ہوگی نیز موجودہ حالات میں جو ذمہ داریاں سماج کے ذمہ داران، حضرات علماء وائمہ کرام، دانشوران، سماجی کارکنان اور امارت شرعیہ کی طرف سے اپنی اپنی آبادیوں میں منتخب کئے گئے نقباء ونائبین پر عائد ہوتی ہیں ان پر تبادلۂ خیال اور بصیرت افروز گفتگو کی جائے گی، اس کے علاوہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی طرف سے خصوصی پیغامات دئے جائیں گے۔ دونوں اضلاع کے نقباء ونائبین، علماء کرام وائمہ حضرات، دانشوران اور سماجی کارکنان کی ذمہ داری ہے کہ اس دوروزہ اجلاس کو وقت کی ایک اہم ضرورت اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کی آمد کو ایک بڑی سعادت سمجھ کر اجلاس کو ہر اعتبار سے کامیاب اور مثالی بنانے کی فکر کریں۔

۱۰/۱۱/نومبر کو ہوگا خانقاہ رحمانی مونگیر کا سالانہ فاتحہ؛ لاکھوں عقیدت مندوں کی شرکت متوقع

خانقاہ رحمانی مونگیر میں سالانہ فاتحہ اس سال ۱۰/۱۱/نومبر روز سنیچر اتوار کو ہوگا، خانقاہ رحمانی میں سلسلہ کے بزرگوں خصوصاً اعلیٰ حضرت شاہ فضل رحماں گنج مرادآبادی، قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیری اور قطب زماں امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی رحمہم اللہ کے لیے ختم قرآن اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا جاتا ہے، اس موقعہ پر سجادہ نشین مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی ملک وملت کی صلاح وفلاح کے لیے دعائیں بھی فرماتے ہیں۔ خانقاہ رحمانی میں فاتحہ کے موقعہ پر عورتوں اور بچوں کا داخلہ ممنوع رہتا ہے، اس لیے آنیوالے اپنے ساتھ عورتوں اور بچوں کو ہرگز نہ لائیں، آنیوالے ۱۰/نومبر کی صبح تک خانقاہ رحمانی پہونچ جائیں، بہتر ہے کہ ابھی سے نماز، تلاوت، درود، استغفار اور ذکر واذکار کا اہتمام کریں اور جماعت بنا کر ذکر کرتے ہوئے خانقاہ رحمانی آئیں، فاتحہ کے موقعہ پر تعویذ وترکیب کے ارادے سے ہرگز نہ آئیں، تعویذ وترکیب کے لیے آنیوالے ۲۰/نومبر کو پہلے فون سے وقت لے لیں، پھر دی ہوئی تاریخ اور وقت پر خانقاہ رحمانی آئیں، وقت لئے بغیر اس سلسلہ میں ہرگز نہ آئیں۔ خانقاہ رحمانی کے بزرگوں کا ملک وملت کی تعمیر وترقی میں بڑا اہم کردار ہے، ان کے لاکھوں مریدین ملک وبیرون ملک میں پھیلے ہوئے ہیں، لاکھوں لوگوں کو یہاں کے بزرگوں سے ہدایت کی روشنی ملی ہے، اور روحانی بیماری سے نجات حاصل ہوئی ہے۔

دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ میں کئی اہم فیصلے

دارالعلوم دیوبند کے مجلس شوریٰ کا دوروزہ اجلاس ۱۴/اکتوبر اتوار کی صبح نو بجے ادارہ کے مہمان خانہ میں شروع ہوا، اس اہم اجلاس میں اراکین شوریٰ کی اکثریت نے شرکت کرکے ادارہ کے ترقی کے سلسلہ میں کئی اہم تجاویز کو منظوری دی، دوسرے روز متعدد شعبہ جات کی رپورٹوں کے علاوہ ادارہ کا بجٹ پیش کیا گیا اور ادارہ کے بجٹ میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ہے، سال گزشتہ ادارہ کے بجٹ میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ کا اضافہ کیا گیا تھا، جبکہ اس مرتبہ تقریباً دو کروڑ کا اضافہ ہونے کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ اجلاس کی کارروائی کئی نشستوں میں جاری رہی، کئی اہم مسئلوں پر غور وخوض کے لئے ایک خصوصی نشست کا بھی اضافہ کیا گیا، کئی عہدوں پر بحالی کی منظوری بھی دی گئی اور اساتذہ ودیگر ملازمین کی تنخواہ میں بالمقطع مناسب اضافہ بھی کیا گیا، دارالعلوم کے نظام تعلیم ودیگر نظم وانتظام کے سلسلہ میں بھی کئی اہم فیصلوں کو منظوری ملی، ملک کے موجودہ حالات کے پس منظر میں جن مناسب اقدامات کی ضرورت محسوس کی گئی، ارکان شوریٰ نے متفقہ طور پر ان پر منظوری کی مہر لگائی، اس طرح دارالعلوم دیوبند کا سالانہ اجلاس شوریٰ بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

نام بدلنے کی روایت ہندوستانی سماج میں انتشار پھیلانے کے مترادف

ملک کی ایک مشہور ملی تنظیم نے اپنی طرف سے جاری ایک اخباری بیان میں ملک کے اندر سیاسی فائدہ حاصل کرنے کے لیے نام بدلنے کی روایت کو غلط اور ہندوستانی سماج میں انتشار پھیلانے کے مترادف قرار دیا ہے۔ جاری بیان میں مرکزی وصوبائی حکومتوں کو متنبہ کرتے ہوئے ملک میں فرقہ پرستی کو سیاسی ہتھیار نہ بنائے جانے کی اپیل کی ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ ملک میں نام تبدیل کرنے کی روایت مایاوتی اور شیوسینا وغیرہ نے قائم کی، جو یقیناً قابل مذمت ہے۔ انہوں نے کہا کہ وکٹوریہ ٹرمنل کو چھترپتی شیواجی مہاراج ٹرمنل، مغل سرائے ریلوے جنکشن کو دین دیال اُپادھیائے جنکشن، بمبئی کو ممبئی، خلیل آباد ضلع کو سنت کبیر نگر، اکبر پور ضلع کو امبیڈکر نگر نیز مدراس کو چنئی اور کلکتہ کو کولکاتا وغیرہ سے موسوم کیا گیا اور اس طرح کی تبدیلی میں اقلیتیں بالخصوص مسلم اقلیتوں کو سب سے زیادہ زک پہنچائی گئی اور تازہ تبدیلی میں الہ آباد کا نام بدل کر پریاگ راج کیا گیا، جو قابلِ افسوس ہے۔ گزشتہ سال دیال سنگھ کالج، نئی دہلی کا نام بھی بدلنے کی کوشش کی گئی مگر سکھ حضرات کے سخت دباؤ کی وجہ سے تبدیلی ممکن نہ ہوپائی۔ ملک میں امن وامان باقی رکھنے کے لیے مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو مستقبل میں محض سیاسی فائدہ اٹھانے کے لیے نام تبدیل کرنے کی روایت کو ترک کرنے کا عزم کرنا ہوگا تاکہ گنگا جمنی تہذیب اور قومی اتحاد واتفاق کو کمزور ہونے سے بچایا جاسکے۔ جب حکومت کے پاس ملک کی ترقی اور استحکام کے لئے کوئی منصوبہ نہیں ہوتا اور بنیادی ایجنڈے پر حکومت کی طرف سے کوئی عملی اقدامات نہیں ہوتے تو ایسے ہی جذباتی اور سطحی ایجنڈوں پر کام کیا جاتا ہے، ہندوستان کا انصاف پسند طبقہ اس فسطائی ذہنیت کو اچھی طرح سمجھتا ہے، ایسے اقدامات کسی طرح بھی ملک کے مفاد میں تسلیم نہیں کئے جاسکتے۔

اصلاح معاشرہ ایک اہم دینی ضرورت

امارت شرعیہ میں معاشرتی اصلاح اور دعوتی کام کو منظم طور پر انجام دینے کے لئے دعوت وتبلیغ کا مستقل شعبہ قائم ہے، جس کے تحت تربیت یافتہ علماء کی ایک بڑی تعداد دعوتی وتبلیغی خدمت پر مامور ہے، یہ حضرات انفرادی طور پر سال کے اکثر حصہ میں شہروں اور دیہاتوں کا اصلاحی ودعوتی دورہ کرتے ہیں، اور وفود کی شکل میں بھی دعوتی قافلہ مسلم آبادیوں میں پہونچ کر تعلیمی بیداری، اصلاح معاشرہ اور اتحاد امت جیسی دینی ضرورتوں کے تعلق سے بیداری پیدا کرنے کا کام انجام دیتے ہیں، ۱۴۴۰ھ میں حضرات مبلغین کے انفرادی دوروں کی ترتیب کو سامنے رکھتے ہوئے وفود کے دوروں کی ترتیب بھی بنادی گئی ہے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے حسب ہدایت جس طرح ۱۲/اضلاع میں حضرات نقباء، نائبین اور علماء ودانشوران کا اجلاس طے کیا گیا ہے، اسی طرح حضرت مدظلہ ہی کے حسب ہدایت وفود کے ۷/دورہ کی ترتیب بھی طے کی گئی ہے، وفود کے دورہ میں جن اضلاع کو شامل کیا گیا ہے ان میں کٹک وجگت سنگھ بھوم (اڈیشہ) جامتاڑا ودمکا (جھارکھنڈ) بھبھوا کیمور، مشرقی چمپارن، مدھوبنی، ویشالی اور دربھنگہ (بہار) کے نام شامل ہے، پہلا دورہ جامتاڑا اور دمکا ضلع کا ہوگا، جس کے لئے ۲۳/تا ۳۰/نومبر کی تاریخ طے کی گئی ہے، اس دورہ کی تیاری کے لئے جناب حافظ شہاب الدین صاحب جامتاڑا ودمکا تشریف لے جاچکے ہیں، ان اضلاع کے نقباء ونائبین، علماء وائمہ، دانشوران، سماجی کارکنان اور دینی درد رکھنے والے بھائیوں کی ذمہ داری ہے کہ وفد کے پروگرام کو زیادہ سے زیادہ کامیاب اور بامقصد بنائیں۔

دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ کا ایک معیاری تعلیمی ادارہ

دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ ایک ایسا دینی تعلیمی ادارہ ہے جس کا شمار ملک کے معیاری تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے، ادارہ کا نصاب تعلیم، نظام تعلیم اور طلبہ کی تربیت کا نظم نہایت ہی بہتر اور معیاری ہے، اس وقت تقریبا پانچ سو طلبہ دارالاقامہ میں مقیم ہیں، باصلاحیت اساتذہ کی بڑی ٹیم تدریسی وتربیتی خدمات پر مامور ہے، درجہ اعدادیہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم کا انتظام ہے، طلبہ کی صلاحیت کے جائزہ اور ان کے جذبہ محنت کو فروغ دینے کے لئے ہر سال دو امتحانات ہوا کرتے ہیں، ایک ششماہی اور دوسرا سالانہ، سال رواں میں ششماہی امتحان کی تاریخ ۳/ربیع الاول سے ۱۰/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ طے پائی ہے، ادارہ میں نصاب کی تکمیل کا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے، ششماہی امتحان تک کے لئے کتابوں کا جو متعینہ نصاب ہے اس کو پوری پابندی کے ساتھ مکمل کیا جاتا ہے، اسی طرح سالانہ نصاب کی تکمیل کا بھی پورا اہتمام ہوتا ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی کا سیمینار بھرت پور میں منعقد ہوگا

اسلامی فقہ اکیڈمی دہلی سے موصول اطلاع کے مطابق فقہ اکیڈمی کا اٹھائیسواں فقہی سیمینار ۱۷/تا ۱۹/نومبر ۲۰۱۸ء جامعۃ الہدایہ جے پور میں منعقد ہونے والا تھا، لیکن بعض مقامی دشواریوں کی وجہ سے سیمینار کی جگہ تبدیل کردی گئی ہے۔ اب یہ سیمینار ان شاء اللہ انہیں تاریخوں میں دارالعلوم محمدیہ، میل کھیڑلا، ضلع بھرتپور میں منعقد ہوگا۔ اس لئے مدعوئین حضرات سے درخواست کی گئی ہے کہ درج ذیل پتہ پر اپنے آمد ورفت کی تفصیل سے مطلع کریں۔ اسلامی فقہ اکیڈمی سے رابطہ کا پتہ حسب سابق ہے۔

ناظم دارالعلوم محمدیہ، میل کھیڑلا، ڈاکخانہ لڈمکا، تحصیل پہاڑی، ضلع بھرت پور، راجستھان

رابطہ نمبر: (مولانا محمد امجد صاحب) 09772211286، (مولانا محمد راشد صاحب) 09828342552

ای میل: mrashidmeel@gmail.com

Volume:56/66,Issue:41 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

دعا کرو کہ سلامت رہے میری ہمت
یہ ایک چراغ کئی آندھیوں پہ بھاری ہے
(وسیم بریلوی)

اصحاب فیل پر کس ذریعہ سے عذاب بھیجا گیا

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ

جن معذب قوموں کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے ان میں اصحاب فیل بھی ہیں؛ اس کی تفصیل یہ ہے کہ یمن کے گورنر ابرہہ کی سرکردگی میں ایک بڑا لشکر خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لیے مکہ معظّمہ کے قریب پہونچا، خدا تعالیٰ نے اس لشکر کو مقصد میں ناکام بنایا اور وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوکر تباہ و برباد ہوگیا۔

ابرھہ کی لشکر کشی کے اسباب: یمن پر ابرہہ کا تسلط بھی کچھ عجیب انداز سے ہوا، یمن پر اس کی حکومت تھی، نجاشی بادشاہ حبشہ نے یمن پر حملہ کرنے اور اس کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے تقریباً ستر ہزار فوج بھیجی، تو نجاشی بھی فوج گراں لے کر مقابلے پر آیا، مگر شکست کھا گیا اور گھوڑے پر سوار دریا میں کود گیا کہ پار اتر کر فرار ہوجائے گا، مگر دریا عبور نہ کرسکا اور دریا میں غرق ہوگیا۔ (تاریخ ابن کثیر: ۱۶۹/۲) شاہ حبشہ نے ارباط کو یمن کا پہلا گورنر بنایا، چند سال بعد ابرہہ نے بغاوت کی اور ارباط کو مار ڈالا اور خود حکومت پر قابض ہوگیا، جب نجاشی الاصح کو خبر ملی تو وہ غصہ ہوا اور اس نے قسم کھائی کہ ابرہہ کو قتل کرکے دارالحکومت کو ختم کردے گا، ابرہہ کو یہ خبر پہونچی، وہ بہت گھبرایا، اپنے جسم سے خون نکال کر شیشی میں بند کیا اور ایک تھیلہ میں یمن کی خاک اور دونوں چیزوں کو قاضی کے معرفت نجاشی کے پاس بھیجا اور اس کو لکھا کہ جس طرح ارباط حضور کا غلام اور فرماں بردار تھا، میں بھی ہمیشہ مطیع وفرمابردار رہوں گا، جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور والا ناراض ہیں، اسی وقت سے پریشان ہوں اور میں آپ کی قسم کو پورا کرنے کے لیے اپنا خون اور یمن کی خاک بھیج رہا ہوں کہ آپ اس خون کو یمن کی مٹی میں ڈال کر پیروں سے روند دیجئے اور اپنی قسم کی تکمیل کرلیجئے۔ نجاشی نے ابرہہ کی معافی کو وقت کا تقاضا سمجھا، اس نے ابرہہ کو معاف کردیا اور اس طرح یمن پر اطمینان کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ (ابن کثیر: ص/۱۶۹)

قرآن مجید نے اس واقعہ کو بڑے مؤثر انداز میں بیان کیا ہے، عرب میں یہ واقعہ بہت مشہور تھا، یہی وجہ ہے کہ جب قرآن مجید میں اصحاب فیل سے متعلق آیتیں نازل ہوئیں تو عرب کے کسی شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزار مخالفت کے باوجود ان آیتوں کے جھٹلانے کی ہمت نہیں کی اور ایک آواز بھی ایسی نہ اٹھی کہ واقعہ تو ہوا ہی نہیں، یا اس کی تفصیل غلط ہے۔

واقعہ کی تاریخ: یہ عجیب وغریب واقعہ ۲۲/محرم ۴۰ھ قبل نبوت پیش آیا، یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے ۵۰/دن پہلے، بعض حضرات نے خیال ظاہر کیا ہے کہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے دس سال پہلے پیش آیا، اپنی اپنی تحقیق کے مطابق کسی نے پندرہ سال، کسی نے ۲۳، ۳۰، ۴۰ سال بھی لکھا ہے، مگر یہ صحیح نہیں۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن حبان کی رائے یہ ہے کہ جس دن اصحاب فیل کی ہلاکت کا واقعہ پیش آیا، اسی روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی، حافظ دمیاطی نے لکھا ہے کہ اس واقعہ کے ۵۵/دن بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی، یہی محفوظ اور مضبوط رائے ہے۔ (روح المعانی، تفسیر مظہری) ابراہیم شیخ منذر الحاری نے لکھا ہے کہ اس پر علماء و محققین کا اجماع ہے۔

ابرھہ کے حملہ کے اسباب: ان دنوں یمن بھی حبشہ کے تحت تھا، یمن کا گورنر ابرہہ تھا، وہ عیسائی اور عیسائیت کا شیدا تھا، اس کا تعلق شاہی خاندان سے تھا، اس کی ناک کٹی ہوئی تھی، اس لیے اس کو عرب والے ابرہہ الاشرم کہتے ہیں، اس نے اپنے قلمرو میں عیسائی عالم مقرر کرائے اور ہر شہر میں بڑے بڑے گرجا تعمیر کرائے، اس نے سب سے مشہور اور بڑا گرجا دارالحکومت صنعا میں تیار کرایا، اس کو اہل عرب القلیس کہتے تھے، صنعا کے اس مشہور گرجا کے بارے میں مشہور محدث محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ کلیسا فن تعمیر کا بے مثال نمونہ تھا، جب یہ تعمیر مکمل ہوگئی تو ابرہہ نے شاہ نجاشی کو لکھا کہ میں نے صنعا میں ایسا گرجا بنوایا ہے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، میری دلی تمنا ہے کہ سارے عرب جو حج کے موقع پر مکہ کا رخ کرتے ہیں، ان کا رخ اس کلیسا کی طرف پھیر دوں اور سارے عرب کے لیے یہی قبلہ بن جائے، عربوں نے جب یہ سنا تو بہت برہم ہوئے۔

صنعا میں مقیم کسی حجازی نے ایک رات کو موقع پا کر اس کلیسا کو گندہ کردیا، صبح میں جب ابرہہ کو خبر ملی، اس نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہ بے ہودہ حرکت کسی حجازی نے کی ہے، وہ غصہ میں بے قابو ہوگیا، اس نے قسم کھائی کہ کعبہ ابراہیمی کو برباد کئے بغیر چین سے نہ بیٹھے گا، چنانچہ ابرہہ لشکر جرار لے کر مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑا۔

ابرھہ کا سفر جنگ: ہاتھیوں کی تعداد کے متعلق مفسرین کی رائیں مختلف ہیں، ضحاک کا خیال ہے کہ آٹھ ہاتھی تھے، بعض لوگوں نے کہا کہ بارہ ہاتھی تھے، کسی نے کہا ہے کہ ایک ہزار، بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ ان ہاتھیوں میں سے بڑا ہاتھی محمود تھا، جو بہت طاقت ور تھا، اس کے علاوہ ۱۲/اور بھی تھے۔ اکثر لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اس میں صرف محمود نامی ہاتھی تھا، یہی بات درست بھی ہے اور قرآن پاک کے ظاہر آیت کے مناسب بھی۔

روح المعانی میں ہے: "واثنا عشر فیلا غیرہ، وقیل ثمانیة وروی عن الضحاك قیل الف فیل معه محمود فقط وهو قول الاکثرین والاوفق بظاهرالآیة فسمعت العرب بذلك ومحمود کان قویا عظیما"۔ (۲۵۶/۸)

تفسیر مظہری میں بھی یہی لکھا ہے کہ عرب اس خبر سے گھبرائے، سب سے پہلے یمن ہی کے ایک امیر ذونصر نے یمن سے نکل کر عرب کے مختلف قبائل کے پاس خطوط بھیجے کہ میں ابرہہ کا مقابلہ کرنا چاہتا ہوں، آپ کو چاہیے کہ اس نیک کام میں میرا ساتھ دیں، چنانچہ وہ آگے بڑھا اور ابرہہ کی فوج کا مقابلہ کیا، ابرہہ کی فوج نے اسے شکست دیدی، وہ گرفتار کرلیا گیا، اس کے بعد قبیلہ خثعم کے سردار نفیل بن حبیب سے مقابلہ ہوا، اسے بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، وہ بھی گرفتار ہوگیا۔ جب نفیل نے ابرہہ سے کہا کہ میں عرب کے راستہ سے اچھی طرح واقف ہوں، ابرہہ نے اسے ساتھ لیا، جب ابرہہ طائف پہونچا تو بنی ثقیف کے سردار مسعود بن معتب نے آگے بڑھ کر ابرہہ کو یقین دلایا کہ مجھے اور میرے قبیلہ کو آپ سے جنگ وجدال کرنا نہیں ہے، مسعود ثقفی نے راستہ بتانے کے لیے ایک شخص ابورفال کو رہنما بنادیا، مگر ابورخال وادی مغمس میں پہونچ کر مرگیا۔ (ابورخال نے ابرہہ کے لشکر کی رہنمائی کی تھی، اس لیے عرب کو اس سے نفرت تھی، اہل عرب اس کی قبر پر آتے جاتے سنگباری کیا کرتے تھے۔)

مغمس پہونچ کر ابرہہ نے ایک فوجی افسر جس کا نام اسود بن منصور تھا، حکم دیا کہ وہ مکہ جاکر چھاپہ مارے، اسود مکہ مکرمہ پہونچا تو قریش اور دوسرے قبائل کے اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کو جو بڑی تعداد میں چر رہے تھے، پکڑ کر اپنے لشکر میں لے لیا، ان میں عبدالمطلب کے بھی دوسو اونٹ تھے، اس زمانہ میں عبدالمطلب قریش کے سردار تھے، قریش کنانہ، ہزیل اور دوسرے قبائل نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم میں ابرہہ کی مدافعت کی طاقت نہیں ہے، اس لیے ہم لوگ مکہ مکرمہ چھوڑ کر قریب کی پہاڑی میں چلے جائیں، ابھی یہ لوگ مکہ ہی میں تھے کہ ابرہہ کی جانب سے خیاطہ الحمدی پہونچا اور دریافت کیا کہ مکہ کا سردار کون ہے؟

لوگوں نے عبدالمطلب کی طرف اشارہ کیا، خباطہ نے کہا کہ میں آپ لوگوں کے پاس ابرہہ کا پیغام سنانے آیا ہوں کہ ہم لوگ جنگ کرنا نہیں چاہتے ہیں اور نہ لوگوں کو نقصان پہونچانا چاہتے ہیں، صرف بیت اللہ کو ڈھانے کے لیے آئے ہیں، اگر تم لوگ ہمارے اس دائرہ مین حائل ہونا نہیں چاہتے تو ہماے بادشاہ سے ملاقات کرو۔

عبدالمطلب نے جواب دیا کہ ہمارا ارادہ تم سے لڑنے بھڑنے کا نہیں ہے، یہ اللہ کا گھر ہے اور اس کے برگزیدہ نبی کی یادگار، اللہ تعالیٰ خود اپنے گھر کی حفاظت کا انتظام کرے گا۔

عبدالمطلب اس گفتگو کے بعد ابرہہ کے پاس پہونچے، ابرہہ نے اس کی تعظیم وتکریم کی اور اپنے تخت سے اتر کر عبدالمطلب کے ساتھ نیچے بیٹھ گیا، دوران گفتگو عبدالمطلب نے شکایت آمیز لہجہ میں کہا کہ آپ کے ایک سردار نے میرے اونٹ کو گرفتار کرلئے، انہیں واپس کیا جائے، ابرہہ نے اس کو سن کر کہا کہ عبدالمطلب میں تم کو سمجھدار اور ہوش مند سمجھتا تھا، مگر تمہاری اس بات سے سخت حیرت ہوئی، تم کو معلوم ہے میں انہدام کعبہ کے لیے آیا ہوں، جو کعبہ تمہاری نگاہ میں بہت مقدس اور قابل عظمت ہے، تم نے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا اور چھوٹی سی چیز کا مطالبہ کیا۔

عبدالمطلب نے جواب دیا: بادشاہ یہ اونٹ میرا ہے، اس لیے میں نے آپ سے اس کی واپسی کی درخواست کی ہے، کعبہ میرا گھر نہیں ہے، خدا کا مقدس گھر ہے، خدا ہی اس کی حفاظت کرے گا، میں کون ہوں جو اس کے لیے سفارش کروں۔ عبدالمطلب نے واپس آکر قریش اور دوسرے قبائل عرب کو جمع کیا اور ساری باتین سمجھا کر یہ مشورہ دیا کہ ہم کو قریب کسی پہاڑی پر پناہ گزیں ہونا چاہیے، تاکہ انہدام کعبہ کا ہولناک منظر اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکیں، مکہ مکرمہ کو چھوڑتے وقت سارے لوگ کعبۃ اللہ میں حاضر ہوئے اور غلاف کعبہ پکڑ کر درگاہ الٰہی میں یہ دعا کی۔

لاھم ان المرء یمنع ☆ رحله فامنع حلالک
وانصر علی آل الصلیب ☆ وعابدیه الیوم آلک
ان کنت تارکهم وکعبتنا ☆ فأمر ما بدا لک

خدایا ہم اس بارے میں غملین نہیں ہیں، اس لیے کہ جب ہم اپنی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں تو تجھے ہی اپنے گھر کی حفاظت کرنی ہے، تیری تدبیر پر نہ صلیب کی طاقت غالب آسکتی ہے اور نہ اہل صلیب کی کوئی تدبیر، ہاں تو ہی اگر چاہتا ہے کہ تیرا مقدس گھر برباد ہو تو پھر ہم کون؛ جو تیرا جی چاہے سو کر۔ (روح المعانی: ۴۶۶/۸)

اس کے بعد عبدالمطلب اور تمام قریش مکہ کو خالی کرکے پہاڑوں پر چلے گئے، اگلے دن صبح کے وقت ابرہہ نے اپنا لشکر لے کر مکہ مکرمہ کی سمت بڑھا، اگلی قطار میں ہاتھی تھا، ابھی یہ لشکر راستہ ہی میں تھا کہ اچانک پرندوں کے غول کے غول نمودار ہوئے اور لشکر کے سر پر منڈلانے لگے، ان کی چونچ اور پنچوں میں سنگریزے تھے، پرندوں نے سنگریزوں کو لشکر پر پھینکنا شروع کیا، جس شخص پر سنگریزہ گرتا تھا، بدن میں سوراخ کرتے ہوئے دوسری طرف نکل آتا تھا اور اعضا گلنے اور سڑنے لگے تھے، نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑی دیر میں سارا لشکر زیروزبر ہوکر رہ گیا۔ (روح المعانی، تفسیر مظہری، قصص القرآن)

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ کچھ لوگ اسی حال میں لشکر سے فرار ہوکر یمن اور حبشہ پہونچے۔ انہوں نے ابرہہ اور اس کے لشکر کی تباہی کا حال سنایا، بعض روایتوں میں ہے کہ جب پرندوں کی سنگساری سے ابرہہ کا لشکر برباد ہوگیا، ابرہہ اور کچھ لوگ بدحالی میں فرار ہوکر یمن پہونچے تو ان کے تمام اعضا گل سڑ کر گر چکے تھے اور وہ صرف گوشت کا لوتھڑا نظر آتے تھے۔ (بقیہ صفحہ ۷/پر)

WEEK ENDING-22/10/2018, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/6 روپے ششماہی -/200 روپے سالانہ -/300 روپے